REGD NO P.67

رجسٹرڈ نمبر پی ۶۷

جلد ۸ | ۷ ارتبوک ۱۳۳۸ ھش ۱۵ ربیع الثانی ۱۳۷۹ھ ۱۷ ستمبر ۱۹۵۹ء | نمبر ۳۸

اخبار احمدیہ

ربوہ ۱۴ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

"حضرت اقدس کی صحت پہلے جیسی ہے البتہ حضور کی جسمانی طاقت میں کسی قدر اضافہ ہے"

احباب جماعت اپنے محبوب امام کی صحت کاملہ عاجلہ اور درازئ عمر کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالےٰ حضور کو صحت یاب فرمائے۔ اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے آمین۔

قادیان ۱۵ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالےٰ خیریت سے ہیں۔ الحمد للہ۔

قرآن کریم کی ہدایت صرف مسلمانوں ہی کے لئے نہیں بلکہ تمام نوع بشر کیلئے ہے

اسلئے

قرآن کریم کی تلاوت کو جاری رکھا جائے

آچاریہ ونوبا بھاوے کی خدمت میں جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان کا مکتوب

مختلف اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر کہ جماعت اسلامی کے بعض نمائندگان کی طرف آچاریہ ونوبا بھاوے کو سوپور کشمیر میں یہ کہا گیا کہ جب وہ قرآنی تعلیم پر عمل نہیں کرتے تو تلاوت قرآن کریم کرنا یا کرانا ترک کر دیں۔ ظاہر ہے کہ یہ مطالبہ جہاں سراسر تعلیم اسلام کے منافی ہے وہاں اسلام کی عالمگیر دعوت کو محدود کرنے کے مترادف بھی ہے۔ چنانچہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ قادیان نے آچاریہ ونوبا بھاوے کے نام ایک مکتوب میں جماعت اسلامی کے اس غیر اسلامی اقدام سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے موصوف کو تلاوت قرآن کریم کے جاری رکھنے کی تلقین کی ہے۔ احباب کی دلچسپی کے لئے محترم صاحبزادہ صاحب کے مکتوب کی نقل ذیل میں درج کی جاتی ہے۔ (ادارہ)

شری آچاریہ جی! آداب و تسلیمات

خدا تعالےٰ آپ کی عمر اور صحت میں برکت دے اور اچھے مقاصد میں کامیاب فرمائے۔

پٹھانکوٹ میں آپ سے ملاقات ہوئی تھی اور آپکی پبلک تقریر سننے کا بھی موقع ملا تھا۔ آپکے اچھے اخلاق کی یاد ابھی تک تازہ ہے۔ امید ہے کہ دورہ کشمیر کے اختتام پر واپسی میں آپ قادیان بھی درشن دیں گے۔ خدا کرے آپ خیر و عافیت سے رہیں۔

یہ چند سطور میں اس لئے تحریر کر رہا ہوں کہ اخبارات میں مجھے یہ اطلاع پڑھ کے بہت دکھ ہوا کہ جماعت اسلامی کے بعض علماء نے آپکے قرآن کریم کی تلاوت کرنے پر اعتراض کیا اور کہا کہ جب آپ قرآنی تعلیمات پر عمل نہیں کرتے تو آپ کو اسکی تلاوت کرنے یا کرانے کا کوئی حق نہیں۔

ایک تبلیغی مذہب کے ماننے والوں کا یہ رویہ انتہاء درجہ کا افسوسناک ہے جبکہ قرآن کریم کی ہدایت سب نوع انسان کے لئے ہے اور حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ حکم ہے۔ خود قرآن کریم میں بھی ہے کہ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ ... الخ یعنی جو وحی قرآن کریم کے ذریعہ تجھ پر نازل ہوئی ہے وہ لوگوں تک پہنچا دے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق یہ اعلان قرآن کریم میں موجود ہے:- قُلْ یٰاَیُّهَا النَّاسُ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْكُمْ جَمِیْعًا۔ اور آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ بُعِثْتُ اِلَی الْاَسْوَدِ وَالْاَحْمَرِ یعنی میں تمام گوروں اور سیاہ فام لوگوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں اور آپ کو قرآن کریم میں رحمۃ للعالمین کا خطاب دیا گیا ہے یعنی آپکے وجود کو تمام جہانوں کیلئے رحمت قرار دیا گیا ہے تو ہمارے بعض علماء کا قرآنی ہدایت کو سننے سے غیر مسلم احباب کو روکنا کس قدر افسوسناک ہے۔

قرآن کریم کی ہدایت صرف مسلمانوں ہی کیلئے نہیں بلکہ تمام نوع بشر کے لئے ہے اور ابتداء اسلام سے مسلمان اس آسمانی پیغام کو غیروں کے سامنے پیش کرنے اور بذریعہ تبلیغ و ترغیب غیروں کو اس پاک تعلیم کا گرویدہ بنانے میں مصروف ہیں۔ خود سیدنا حضرت بانئ اسلام نے جو خطوط روم، مصر، ایران اور ایبے سینیا وغیرہ کے بادشاہوں کو لکھے ان میں قرآنی آیات کو تحریر کر کے اسلام کو قبول کرنے کی دعوت دی۔ پس یہ خیال اور طریق یقیناً اسلام کے خلاف ہے کہ کسی غیر مسلم کو قرآن حکیم کی تلاوت کرنے یا کرانے سے روکا جائے۔ قرآنی تعلیم تو ایک نور ہے جو دنیا کے ہر گوشہ میں پھیلنا ضروری ہے افسوس ہے آجکل کے بعض مسلمان علماء اسلام اور قرآن کریم کی اصل روح و تعلیم سے بیگانہ اور دور ہو چکے ہیں۔ اسی لئے اس زمانہ میں مسلمانوں کے عقائد و اعمال کی درستی اور اصلاح کیلئے ایک مصلح اور ریفارمر کی ضرورت تھی جو خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ عین ضرورت کے وقت قادیان میں مبعوث ہوا اور جس نے موجودہ مسلمانوں کے بعض غلط اور غیر اسلامی عقائد اور اعمال کی درستی کیلئے موثر قدم اٹھایا جوں جوں لوگ اسکی قائم کردہ جماعت جو جماعت احمدیہ کے نام سے موسوم ہے اس میں شامل ہوتے جاتے ہیں۔ یہ جہالت تنگ نظری دور ہو رہی ہے۔

آپکی خدمت میں یہی درخواست ہے کہ آپ نیک نیتی سے اپنا کام کرتے چلے جائیں اور ایسے کوتاہ اندیش اور غلط کار عوغائیوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالےٰ آپکا کامل راہنمائی فرمائے۔ آمین۔ آپکا مخلص مرزا وسیم احمد

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اطال اللہ بقاءہ

کا

اپنی صحت کے متعلق ارشاد

میں اپنی طبیعت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے بہت بہتر محسوس کرتا ہوں الحمد للہ

ربوہ ۱۲ ستمبر۔ سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے آج ۱۲ ستمبر کے الفضل میں اپنی صحت کے متعلق ڈاکٹری رپورٹ ملاحظہ فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا:-

اخبار میں اعلان کر دیا جائے کہ بیشک آج مجھے ٹانگ میں درد نسبتاً زیادہ رہی ہے لیکن اسکے باوجود میں اپنی طبیعت پہلے سے بہت بہتر محسوس کرتا ہوں۔ آج معمول کے مطابق میں سیر کے لئے بھی گیا تھا جس کے نتیجہ میں مجھے بہت آرام محسوس ہوا۔

اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ڈاکٹری نقطۂ نگاہ سے یہ رپورٹ درست ہوگی لیکن جہاں تک میری اپنی طبیعت کا سوال ہے مجھے اپنی صحت خدا تعالےٰ کے فضل سے بہتر معلوم ہوتی ہے۔

کل مجھے کچھ بے چینی اور اعصابی ضعف کی بے شک تکلیف رہی لیکن میں نے اسے برداشت کیا اور اب میری طبیعت خدا تعالےٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ دوستوں کو اس بارہ میں کسی قسم کی تشویش نہیں ہونی چاہیئے۔ (الفضل ۱۳ ۹/۵۹)

طابع صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

بُعدُ المَشرِقَین

کم و بیش چار ماہ کا عرصہ ہوا مورخہ ۲۲ مئی کو پٹھانکوٹ میں جماعت احمدیہ کے ایک وفد نے آچاریہ ونوبا بھاوے سے ملاقات کی۔ محبت و پریم کے ماحول میں کافی دیر تک باتیں ہوتی رہیں۔ وفد کی طرف سے اس موقعہ پر کچھ اسلامی لٹریچر تحفہ کے طور پر آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جسے آچاریہ جی نے بڑے اشتیاق سے قبول فرمایا اور پسندیدگی کا اظہار کیا۔

پیش کردہ لٹریچر میں اوّل نمبر پر نہایت خوشنما مجلد قرآن کریم مع انگریزی ترجمہ کا ایک نسخہ تھا۔ دوسرے نمبر پر آنحضرت صلعم کی سیرت طیبہ پر انگریزی زبان میں مستند کتاب "لائف آف محمدؐ"، سوم انگریزی میں کتاب اسلامی اصول کی فلاسفی کا نسخہ اور اسی طرح دیگر اسلامی لٹریچر پر مشتمل کچھ اور کتابیں بھی پیش کی گئیں۔ مثلاً اسلام کا اقتصادی نظام اور نظام نو (انگریزی) ان دونوں کتابوں میں عصر حاضر کے زیر بحث اقتصادی مسئلہ کو اسلامی اصولوں کی روشنی میں عمدگی سے حضرت امام جماعت احمدیہ نے واضح فرمایا ہے۔ چنانچہ جیسا کہ مفصل رپورٹ میں قارئین کرام پڑھ چکے ہیں۔ آچاریہ جی ایک ایک کتاب کو ہاتھ میں لینے پر اس کا نام دیکھتے اُسی وقت کھول کر چند مقامات سے پڑھتے اور ساتھ ہی اس کے مضامین سے دلچسپی اور پسندیدگی کا اظہار بھی فرماتے جاتے۔ چنانچہ قرآن کریم کے نسخہ کو احترام سے ہاتھ میں لیتے ہوئے اُنہوں نے فرمایا۔

"میں آپ کے تحفہ سے بہت خوش ہوا ہوں یہ تو بہت ہی شُندر کتاب ہے اس کا چھاپہ بھی بہت خوب ہے"۔

اسی طرح "لائف آف محمدؐ" کو ہاتھ میں لیا چند ایک مقامات سے دیکھا اس کے مضامین سے نہ صرف خود ہی محظوظ ہوئے بلکہ ایک جگہ سے چند سطریں بلند آواز سے پڑھ کر حاضرین کو بھی اس خوشی اور مسرت میں شریک کر لیا!!

نتائج کے اعتبار سے جماعت احمدیہ کے وفد کی ملاقات بفضلہ تعالیٰ بڑی ہی کامیاب رہی۔ موافق و مخالف پریس میں تعریفی کلمات کے ساتھ اس ملاقات کا تذکرہ کیا گیا۔ اسلام پسند طبقہ کی طرف سے اسے بڑی خدمت قرار دیا گیا اور غیر مسلم طبقہ میں اسے ہندوستان کی دو بڑی قوموں کی باہمی محبت، اُلفت کے تعلقات کو بڑھانے کا ذریعہ گردانا گیا۔ وفد کی تفصیلی رپورٹ کا مطالعہ کر کے جماعت اسلامی کے ترجمان سہ روزہ دعوت دہلی نے اس پر ایک جامع نوٹ لکھا۔ جسے لکھنؤ کے بلند پایہ اخبار صدق جدید نے صرف نقل ہی نہیں کیا بلکہ ایک دوسری اشاعت میں اس پر بہترین الفاظ میں تبصرہ بھی فرمایا۔

اس کے کچھ دنوں بعد جماعت اسلامی کے وفد نے بھی آچاریہ جی سے ملاقات کی مگر اسلامی تعلیم و ہدایت کے علی الرغم ایک ناپسندیدہ جرأت کے ساتھ اس وفد نے موصوف کو قرآن کریم کی تلاوت سے روک دیا! ممانعت کی اس مختصر خبر کا چرچا کافی روز تک اخبارات میں ہوتا رہا۔ اب اسکی تفصیلی رپورٹ جماعت اسلامی کے آرگن سہ روزہ دعوت دہلی میں شائع ہوئی ہے اس کا ایک طویل اقتباس دوسری جگہ اسی پرچہ میں درج کیا جا رہا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ اس تفصیلی رپورٹ نے جماعت اسلامی کے چہرے سے اسلامی نقاب کو اچھی طرح اُلٹ دیا ہے۔ اور اس کا غیر اسلامی کردار کھل کر سامنے آگیا ہے۔ اب کسی تاویل و تشریح کی گنجائش باقی نہیں رہی۔ اراکین وفد نے جس انداز میں ونوبا جی کے سامنے اسلام کا پیغام رکھا۔ وہ بجائے خود تعلیم قرآنی کے تحت منافی و متغایر ہے۔ اس حالت کو دیکھ کر سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا جماعت اسلامی تبلیغی جماعت بھی ہے اور کیا اس سے مبلغین کا نمونہ اختیار کرنے کی توقع کی جائے؟

اصل بات تو یہ ہے کہ یہ جماعت مذہبی سے زیادہ ایک سیاسی جماعت ہے۔ خواہ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے ابتدا میں وہ مذہبیت کا لبادہ ہی اوڑھ بیٹھے۔ چنانچہ اس جماعت کے مؤسس کے نظریہ کے مطابق یہ مبلغین کی جماعت نہیں ہے۔ جیسا کہ مولانا مودودی صاحب نے تفہیمات میں صاف لکھا ہے کہ

"یہ مذہبی تبلیغ کرنے والے واعظین (پریچرز) مشنریز (مشنریز) کی جماعت نہیں ہے بلکہ خدائی فوجداروں کی جماعت ہے۔ (لتکونوا شھدآء علی الناس)"۔ صلے

اگر یہ صورت نہیں تو یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ جماعت اسلامی تبلیغ اسلام کے فریضہ کی انجام دہی میں جماعت احمدیہ کے مقابل پر بالکل ناکام رہی ہے۔ چنانچہ دونوں جماعتوں کے وفدوں کی ملاقات کا موازنہ اس بات پر شاہد ناطق ہے۔ جماعت احمدیہ کا وفد ونوبا جی کے پاس ملاقات کیلئے جاتا ہے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے مطابق اذا جاءکم کریم قوم فاکرموہ کے پیش نظر پنجاب میں وارد ہونے والے اس معزز مہمان سے عزت سے پیش آتا ہے اور

فقولا لہ قولاً لینًا

کے مطابق نہایت ملائمت سے بات کرتا ہے چنانچہ ہمارے وفد کی شیریں کلامی اور خوش اخلاقی کا اثر ہے کہ انکی باتیں خوشی اور مسرت کے ساتھ سُنی جاتی ہیں اور دوبارہ ملاقات کے اشتیاق تک کا اظہار کرتا ہے۔ مگر وفد اسلامی کا مقصد ہے کہ ہر بات کو ہٹ دھرمی سے منوانے کی کوشش کرتا ہے اور اپنے مسلمات کو بالجبر دوسرے پر ٹھونسنا چاہتا ہے سننے والا اسکی بات سے بدکتا ہے اور اُسکے طرز تکلم سے نفرت کرتا ہے۔ اسکی گستاخانہ باتوں پر اسے ٹوکتا ہے۔ ہمارا وفد اسلام کے مطالعہ کی خواہش رکھنے والے اور اسکی تعلیمات سے استفادہ کرنے والے کے سامنے کلام اللہ کو تحفۃً پیش کرتا ہے۔ اور لینے والا اسے شوق اور محبت سے لیتا ہے۔ اور بعد کی رپورٹ سے ظاہر ہے کہ اس کا بغور مطالعہ کر کے فی الواقع اس نے اس سے فائدہ بھی اُٹھایا۔ مگر جماعت اسلامی کا وفد ہے کہ اسلام کے قریب لانے کے اس دروازے کو ہی بند کر دینا چاہتا ہے نہ جانے اسکے نزدیک تبلیغ اسلام کا اور کونسا ذریعہ ہے جس سے غیر مسلم دنیا اسلامی تعلیمات سے آگاہ ہو اور اس کے جھنڈے تلے جمع ہو!!

اسلام کی اجارہ داری کا دعوےٰ

جس طور سے ایک خاص تنظیم کے ساتھ جماعت احمدیہ تبلیغ اسلام کے فریضہ کی انجام دہی میں مصروف ہے اور ایک عالمگیر پروگرام کے ماتحت مختلف زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم کی اشاعت کا کام جاری ہے ہندو پاکستان کے علاوہ بیرونی ممالک میں سینکڑوں مبلغین اس نیک کام کی تکمیل کیلئے دن رات مصروف ہیں اسکی نظیر کسی دوسری اسلامی جماعت میں ہرگز پائی نہیں جاتی ــــ احمدیہ جماعت کی اس سرگرمئ عمل کو دیکھ کر جہاں سنجیدہ اور اسلام کا درد رکھنے والے لوگ اپنے دلوں میں خوشی اور مسرت پاتے ہیں وہاں بعض کوتاہ اندیش حسد اور دشمنی کی آگ میں جل بھُن جاتے ہیں۔ باوجود وسیع تر ذرائع رکھنے اور اکثریت میں ہونے کے غیر ممالک میں مؤثر طور پر تبلیغ اسلام سے محروم ہونے کے جو افراد (یعنی جماعت احمدیہ) اُمت محمدیہ کے اصل پروگرام امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے مطابق عمل پیرا ہیں انکو اس نیک کام سے روکتے ہیں۔ اور اگر وہ ان کی خواہش کے مطابق اس کام کو بند نہ کریں تو انہیں مختلف طریق سے تنگ کرتے اور اذیت پہنچاتے ہیں۔ چنانچہ یہی جماعت اسلامی والے ایک طرف ایک شریف غیر مسلم کو تلاوت قرآن کریم سے روکتے ہیں۔ اور دوسری طرف ایک بے ضرر احمدی مبلغ کو خدا کی پاک کلام کے درس و تدریس سے منع کر رہے ہیں۔ اور یہود کے نقش قدم پر چلتے ہوئے زبان حال سے

نحن ابناء اللہ واحباؤہ

کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ اور قرآن کریم کی توضیح و تفسیر کا حق اپنے سے علاوہ کسی دوسرے کو دینے پر رضامند نہیں۔ گویا اسلام کی اجارہ داری انہی کے نام لکھ دی گئی!!

ثبوت کے لئے اخبار دعوت کا وہ نوٹ ملاحظہ فرمایا جائے جو اسی پرچہ میں دوسری جگہ بجنسہٖ نقل کیا گیا ہے!!

صدرِ کانگرس شریمتی اندرا گاندھی کی خدمت میں قرآن شریف (انگریزی) کی پیشکش

بٹالہ ۸ ستمبر۔ صدر کانگرس شریمتی اندرا گاندھی اپنے دو روزہ دورہ پنجاب کے سلسلہ میں جب یہاں پہنچیں تو جماعت احمدیہ قادیان کی طرف سے موصوفہ کی خدمت میں قرآن شریف مع انگریزی ترجمہ کی پیشکش کی گئی۔

حسب پروگرام صدر کانگرس نے آج مقامی عیدگاہ کے کھلے میدان میں پونے ۱۲ بجے دوپہر بٹالہ اور مضافات سے آئے ہوئے ہزاروں حاضرین سے خطاب کیا جونہی آپ اپنی تقریر سے فارغ ہوئیں۔ اسی سٹیج پر محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے آپکی خدمت میں جماعت احمدیہ کی طرف سے قرآن شریف (انگریزی) کی ایک خوشنما جلد سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر مشتمل مستند انگریزی کتاب "لائف آف محمدؐ" اور دیگر اسلامی لٹریچر تحفہ کے طور پر پیش کیا۔ جسے موصوفہ نے شکریہ کے ساتھ قبول فرمایا

پنجاب کے کثیر الاشاعت انگریزی اور اردو اخبارات نے جہاں صدر کانگرس کی تقریب کی خبر شائع کی وہاں جماعت احمدیہ کی طرف سے موصوفہ کی خدمت میں قرآن شریف کے تحفہ دیئے جانے کا بھی خصوصیت سے ذکر کیا۔ مثلاً اخبار پرتاپ جالندھر نے مورخہ 9/9/59 کی اشاعت میں زیر عنوان "شریمتی اندرا گاندھی کو قرآن پیش کیا گیا" بٹالہ میں صدر کانگرس کی مصروفیات لکھا کہ:۔

"........ قادیان کے احمدیوں نے صدر کانگرس کو قرآن کا انگریزی ترجمہ پیش کیا"

اسی طرح اخبار ٹریبیون انبالہ نے مورخہ 9/9/59 کی اشاعت میں اس تحفہ کا جن الفاظ میں ذکر کیا اس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:۔

"..... شریمتی اندرا گاندھی کی خدمت میں مرزا وسیم احمد صاحب سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے قرآن مجید کے انگریزی ترجمہ کا ایک نسخہ پیش کیا گیا"

اللہ تعالیٰ اس پیش کش کے بہتر نتائج پیدا فرمائے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ

مومن کو ہمیشہ اپنے اعمال کی اصلاح کی فکر رکھنی چاہیئے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ فرمودہ ۱۶ر جولائی ۱۹۵۴ء

بمقام ناصر آباد سندھ

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو جہاں زبان دی ہے وہاں اسے

ہاتھ پاؤں بھی دیئے ہیں

لیکن افسوس کی بات یہ ہے کہ اکثر لوگ زبان تو استعمال کرتے ہیں۔ لیکن ہاتھ پاؤں کم استعمال کرتے ہیں۔ حالانکہ زبان کی بات پر کم اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ اور ہاتھ پاؤں کے کام پر زیادہ اعتبار کیا جاتا ہے۔ زبان ایسی چیز ہے کہ بڑے سے بڑا جھوٹ بھی بول سکتی ہے۔ آخر مسیلمہ کذاب کو جو ہم کذاب کہتے ہیں۔ تو زبان کی وجہ سے ہی یا اور انبیاء کے جو دشمن تھے۔ ان کو اگر ہم بُرا کہتے ہیں تو ان کے متکبرانہ دعووں ان کی تعلیموں اور ان کی راستی اور ہدایت سے دوری کی وجہ سے ہی بُرا کہتے ہیں۔ پھر انسان کے اندر بات چھپانے کا ایسا مادہ رکھا گیا ہے کہ ہزار دل آدمی باتیں کرتے ہیں۔ لیکن ہم پہچان نہیں سکتے کہ وہی ان کا عقیدہ ہے۔ یا ان کا کوئی اور عقیدہ ہے۔

قرآن کریم میں آتا ہے

کہ منافق رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آ آ کر کہتے تھے۔ کہ خدا کی قسم تو اللہ کا رسول ہے بات ٹھیک تھی۔ آپ واقعہ میں اللہ تعالیٰ کے رسول تھے۔ مگر بجائے اس کے کہ خدا ان کی تعریف کرتا۔ اور کہتا کہ یہ لوگ بڑے اچھے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم بھی اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ تو اللہ کا رسول ہے۔ مگر منافق جھوٹ بول رہے ہیں۔ اب بات انہوں نے سچ کہی تھی۔ مگر پھر انہیں جھوٹا کیوں کہا؟ اس لئے کہ

زبان نے تو سچ کہا تھا

مگر ان کا دل اس عقیدہ کو جھٹلاتا تھا۔

پس چونکہ ان کا دل اس کو جھٹلاتا تھا۔ اس لئے چاہے وہ سچا کلمہ کہہ رہے تھے۔ خدا تعالیٰ نے ان کی مذمت کی۔ اور ان کے جھوٹ کو ظاہر کر دیا۔ تو خالی زبان کی باتیں کافی نہیں ہوتیں انسان کو ہمیشہ

اپنے عمل اور اپنے کردار سے

اپنی خوبی لوگوں پر ظاہر کرنی چاہیئے ہم نے دیکھا ہے بیسیوں آدمی مخلصانہ باتیں کرتے رہتے ہیں۔ لیکن وقت پر ان کی دھوکہ بازی اور غداری ظاہر ہو جاتی ہے۔ اور ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں جن کے متعلق بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ان کے اندر اخلاص نہیں۔ لیکن مشکلات کے وقت وہ قربانی کر جاتے ہیں۔ پس مومن کو ہمیشہ اپنے

اعمال کی درستی

کی فکر کرنی چاہیئے۔ ظاہر اعمال یہی عبادتیں اور نمازیں ہیں۔ جو پانچ وقت بندوں کی خدا تعالیٰ سے ملاقات کرواتی ہیں۔ مگر کتنے ہیں جو نمازوں کے پابند ہیں۔ پہلے یہ کہا جاتا تھا۔ کہ سو فی صدی احمدی نمازوں کے پابند ہیں۔ مگر اب ہم نہیں کہہ سکتے سو فیصدی احمدی نمازوں کے پابند ہیں۔ مسلمان تو خیر تیرہ سو سال کے بعد بُڈھے ہو گئے تھے۔ افسوس ہے کہ بعض احمدی پچاس ساٹھ سال میں ہی کمزور ہو گئے ہیں۔ تیرہ سو سال تک مسلمانوں نے یہ بات نبھائی وہ کہتے تھے کہ نماز پڑھو۔ اور خود بھی نماز پڑھتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ زکوٰۃ دو۔ اور خود بھی زکوٰۃ دیتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ حج کرو۔ اور خود بھی حج کرتے تھے۔ اب تیرہ سو سال کے بعد ان میں

ضعف اور کمزوری

پیدا ہو گئی۔ اور انہوں نے کہنا تو شروع کیا۔ کہ نماز پڑھو مگر نماز پڑھنے کا شوق اُن میں نہ رہا۔ انہوں نے کہنا شروع کیا۔ کہ زکوٰۃ دو اور خود زکوٰۃ نہیں دیتے۔ انہوں نے کہنا شروع کیا کہ حج کرو۔ مگر اکثر مسلمان استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتے۔ لیکن بعض احمدیوں میں تو ابھی سے کمزوری کے آثار پیدا ہونے شروع ہو گئے ہیں۔ تم اسے زمانہ کا اثر کہہ لو۔ یورپ کا اثر کہہ لو۔ دنیا داری کا اثر کہہ لو۔ بہرحال جس طرح وہ اپنے ماحول کے اثر کے نیچے تھے۔ اسی طرح ہم اپنے ماحول کے اثر کے نیچے ہیں۔ لیکن ہم میں کمزوری اتنا سے زیادہ جلدی آگئی ہے۔

ہماری مثال

تو ایسی ہی ہے۔ جیسے کوئی تیرہ چودہ سال کا ہوا اور وہ کُبڑا ہو جائے۔ ایسے شخص کو دیکھ کر سب کو رحم آئے گا کہ ابھی تو اس نے جوانی بھی نہیں دیکھی۔ اور یہ پہلے ہی کُبڑا ہو گیا ہے۔ پھر عبادتوں کے علاوہ بعض اخلاقی کام بھی ضروری ہیں۔ جن میں اپنی اور دوسروں کی اصلاح شامل ہو۔ مثلاً ظلم نہیں کرنا۔ فساد نہیں کرنا۔ دھوکے بازی نہیں کرنی۔ چوری نہیں کرنی۔ ڈاکہ نہیں ڈالنا۔ لوگوں کا دل نہیں دکھانا۔ اگر کوئی شخص ان باتوں پر عمل کرتا ہے۔ تو سب لوگ کہتے ہیں۔ کہ فلاں بڑا نیک ہے۔ اور اگر عمل نہ کرتا ہو۔ تو سب اس کی مذمت کرتے ہیں۔ اور اگر کوئی بڑا آدمی ہو۔ جس کے منہ پر لوگ اس کی مذمت نہ کر سکیں۔ تو پیٹھ پیچھے اس کی ضرور بُرائی کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ فلاں بُرا آدمی ہے ایک دفعہ ایک شخص میرے پاس آیا۔ اور اس نے کہا کہ

مہاجروں پر بڑا ظلم

کیا جاتا ہے اور ان کے حقوق کی طرف کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ جب وہ اُٹھ کر چلا گیا۔ تو ایک شخص نے کہا کہ یہ سب سے زیادہ جھوٹا انسان ہے۔ اب اُسے سامنے تو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوتی۔ لیکن اُدھر اس نے پیٹھ پھیری اور اِدھر دوسرے شخص نے بتایا کہ یہ خود بڑا گندہ اور جھوٹ بولنے والا ہے۔ اس کی بات کا کیا اعتبار ہے۔ تو مونہہ سے اگر کوئی

توحید کی صدائیں سُن لے جہاں ہماری

از محترم جناب محمد ظہور الدین صاحب اکمل ربوہ

محترم قاضی صاحب نے اپنا یہ تازہ کلام بدر کے سیرت خاتم النبیین نمبر کے لئے ارسال فرمایا تھا۔ مگر بر وقت موصول نہ ہونے کے باعث شریک اشاعت نہ کیا جا سکا ——— (ادارہ)

مغرب کی ہر فضا میں — گونجے اذاں ہماری
توحید کی صدائیں — سُن لے جہاں ہماری
اللہ احد صمد ہے — اس کا نبیؐ محمد
مہدی مسیح احمدؑ — اونچی ہے شان ہماری
ہے خاتم کمالات — ہے خاتم ہدایات
کامل شریعت اسکی — افضل طریقت اسکی
آلِ احمدیت اسکی — روح و رواں ہماری
ربوے کا ماہ تاباں — عالم میں ہے درخشاں
پھیلائے نورِ قرآں — یہ قادیاں ہماری
تقوے پہ رہ کے قائم — حاجی نمازی صائم
خدمت کریں گے دائم — قربان جاں ہماری
اسلام دین سچا — مانے گا بچہ بچہ
منکر ہے اس کا کچا — سچی زباں ہماری
علم حدیث و قرآں — سکھیں سکھائیں ہر آں
پوری ہو ربِّ رحماں — خواہش یہاں ہماری
حق پھر اُبھر رہا ہے — باطل تو مر رہا ہے
نُصرت جو کر رہا ہے — وہ دلستاں ہماری

کہتا ہے۔ لیکن عمل نہیں کرتا۔ تو کہنے والے سننے اور محسوس کرنے والے محسوس کرتے ہیں۔ کہ وہ فریب کر رہا ہے۔
پس

مومن کو چاہیئے

کہ اپنی زندگی اپنے قول کے مطابق بنائے آخر ہر انسان نے اس دنیا میں رہنا ہے اور ہر انسان نے ایک دن مرنا ہے۔ خواہ کوئی تن آسانی کے ساتھ رہے۔ خواہ تکلیف میں اپنی زندگی کے ایام کاٹے۔ اور خواہ وہ یہ سمجھے کہ

مرنے کے بعد

انسان جنت یا دوزخ میں جاتا ہے۔ بہرحال یہ تو کوئی شخص ایک منٹ کے لئے بھی خیال نہیں کر سکتا کہ مرنے کے بعد اس کے ساتھ کچھ نہیں ہوگا۔ کیونکہ کھانا پینا لڑنا جھگڑنا اچھے کام کرنا یا برے کام کرتا ہے۔ وہ اتنا تو سمجھتا ہے کہ سانس ٹوٹنے کے بعد کچھ نہ کچھ کیفیت ضرور پیدا ہوگی۔ خواہ یہ مان لو کہ انسان مرکر مٹی ہو جاتا ہے اور خواہ یہ مان لو کہ وہ جنت یا دوزخ میں جاتا ہے۔ بہرحال کچھ نہ کچھ ضرور ہوگا۔ پس

پس انسان کو سوچنا چاہیئے

کہ جب مرنے کے بعد کچھ نہ کچھ ضرور ہونا ہے۔ تو اگر وہ برے اعمال کرتا رہا۔ تو اس آئندہ آنے والی زندگی میں اس پر کیا گذرے گی۔ اور اگر وہ کسی زندگی کا قائل نہیں تب بھی اسے سمجھ لینا چاہیئے کہ فائدہ نیک اعمال میں ہی ہے۔ خواہ انسان نے مرکر مٹی میں مل جانا ہو۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے ایک دفعہ ایک دہریہ نے بحث کی اور کہا کہ خدا تعالیٰ کی ہستی کا کیا ثبوت ہے۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ ثبوت تو بڑے بڑے ہیں۔ لیکن میں تمہیں

ایک موٹی بات بتا دیتا ہوں

تمہارا دعویٰ ہے کہ خدا کوئی نہیں۔ اور میرا دعویٰ ہے کہ خدا ہے میں اس کی کوئی دلیل نہیں دیتا کہ میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہیں فرض کر لو میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہو یا تم سچے ہو میں جھوٹا ہوں تم مجھے یہ بتاؤ کہ اگر میں جھوٹا ہوا۔ اور تم سچے ہوئے تو میرا کیا حشر ہوگا۔ میں کہتا ہوں کہ خدا ہے اور تم کہتے ہو کہ خدا نہیں۔ اگر تمہاری بات سچی ہے اور خدا کوئی نہیں تو میرا حساب تو ہونا ہی نہیں۔ اگر میں مر گیا۔ تو کچھ بھی نہیں ہوگا۔ جس طرح تم مٹی ہو جاؤ گے اسی طرح میں بھی مٹی ہو جاؤں گا۔ لیکن

فرض کرو

میں سچا ہوں اور تم جھوٹے ہو اور میں کہتا ہوں کہ خدا ہے تو اگر مرنے کے بعد میری بات سچی نکلی تو جوتے پڑیں گے یا نہیں۔ پس اگر تمہارا عقیدہ سچا ہے تو مجھے کوئی خطرہ نہیں۔ اور اگر میرا عقیدہ سچا ہے تو پھر تمہارے لئے خطرہ ہے۔ اسی طرح اگر تم مٹی میں مل جانے والے ہو مرنے کے بعد تمہیں کوئی انعام نہیں ملے گا۔ کوئی نئی زندگی نہیں ملے گی۔ تو کم سے کم ان نیکیوں کے نتیجہ میں دنیا کے لوگ تو تمہیں یاد کرتے رہیں گے کہ فلاں بڑا اچھا آدمی تھا۔ پس ان نیکیوں کے بجا لانے میں تمہارا نقصان کوئی نہیں۔ لیکن اگر خدا نے حساب لینا ہے اور اگر مرنے کے بعد تم نے جنت یا دوزخ میں جانا ہے تو تم سوچو کہ اگر تم صرف منہ سے کہتے رہے لیکن عمل نہ کیا تو تم وہاں کرو گے۔

قرآن کریم میں آتا ہے

کہ مرنے کے بعد جب لوگوں کو دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ تو وہ کہیں گے۔ کہ کاش ہمیں پھر دنیا میں واپس لوٹایا جائے۔ تاکہ ہم نیک اعمال بجا لائیں۔

پس ایک چیز ہو روزانہ نظر آتی ہے لیکن انسان اس کے متعلق غور نہیں کرتا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ ہر ایک نے ایک دن مرنا ہے۔ کوئی جوان ہو کر مرتا ہے کوئی بوڑھا ہو کر مرتا ہے۔ کوئی بچپن میں مر جاتا ہے اور پھر کوئی موٹر کے نیچے آکر مرتا ہے کوئی چھت کے نیچے آکر مرتا ہے۔ کوئی بجلی لگنے سے مرتا ہے کوئی ڈوب کر مرتا ہے۔ کوئی بیماری سے مرتا ہے۔ ایسا تو ہم نے کوئی نہیں دیکھا جو مرتا نہیں پس اگر وہ

مرتا ہی اور اسے انکار کرتا ہے

اور خدا کوئی نہیں حساب کوئی نہیں۔ تو مرنے کے بعد اسے نقصان کچھ نہیں اور اگر خدا ہے اور حساب ہے اور اس نے دنیا میں منہ سے تو باتیں کیں۔ لیکن عمل نہیں کیا۔ تو وہ مرنے کے بعد ضرور پکڑا جائے گا۔ یہ ایک اتنی موٹی چیز ہے۔ کہ ہر ایک کو اس سے

سبق لینا چاہیئے

اور نصیحت حاصل کرنی چاہیئے۔ اور اگر کوئی شخص اتنی موٹی بات بھی نہیں سمجھ سکتا۔ تو پھر کوئی انسان اسے سمجھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق

ڈاکٹری رپورٹوں کا خلاصہ

قادیان ۱۵ ستمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق ہفتہ زیر اشاعت میں محترم ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب کی طرف سے اخبار الفضل میں جو ڈاکٹری رپورٹیں شائع ہوئیں ان کا خلاصہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:۔

ربوہ ۷ ستمبر (بوقت ساڑھے نو بجے) کل دوپہر تک حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی مگر بعد دوپہر اسہال شروع ہو گئے۔ جو رات کے آٹھ بجے تک آتے رہے۔ اسہال کی وجہ سے ضعف کی شکایت رہی۔ رات دس بجے اور پھر ڈیڑھ بجے بھی اسہال آیا۔ جس کی وجہ سے پوری نیند نہ آسکی۔ اس وقت ضعف کی شکایت ہے (الفضل 9/8)

ربوہ ۸ ستمبر (بوقت نو بجے صبح) کل ساڑھے بارہ بجے تک حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھی رہی۔ اس کے بعد سے شام تک ہلکی بے چینی رہی گو گذشتہ دنوں کی نسبت کم تھی۔ رات نیند آگئی اس وقت عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے البتہ بائیں ٹانگ میں درد کی شکایت ہے (الفضل 9/59 9)

ربوہ ۹ ستمبر (بوقت پونے دس بجے صبح) کل دس بجے تک حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ اس کے بعد کچھ اعصابی ضعف کی شکایت ہو گئی بعد دوپہر بے چینی کی تکلیف بھی ہو گئی رات نیند آگئی۔ آج صبح عام طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی۔ (الفضل 9/59 10)

ربوہ ۱۰ ستمبر (بوقت پونے دس بجے) کل ساڑھے بارہ بجے تک حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے بہتر رہی اس کے بعد اعصابی بے چینی اور گھبراہٹ شروع ہو گئی جو شام تک رہی۔ کل بائیں ٹانگ میں درد کی شکایت بھی فرماتے رہے۔ رات نیند اچھی آگئی۔ آج صبح طبیعت اچھی تھی مگر نصف گھنٹے سے اعصابی ضعف کی تکلیف شروع ہے۔

ربوہ ۱۱ ستمبر (بوقت سوا نو بجے) کل دن بھر حضور کو اعصابی ضعف اور بے چینی کی تکلیف رہی نیز بائیں ٹانگ میں درد کی تکلیف بھی رہی رات نیند آگئی۔ آج صبح ٹانگ میں درد کی شکایت زیادہ ہے جس کے باعث بے چینی ہے (الفضل 9/59 12)

ربوہ ۱۲ ستمبر (بوقت 9½ بجے صبح) کل دن بھر حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے عام طور پر بہتر رہی بعد دوپہر کچھ اعصابی بے چینی کی تکلیف ہو گئی۔ ٹانگ کی درد کو افاقہ رہا رات نیند آگئی اس وقت طبیعت بہتر ہے۔ (الفضل 9/59 13)

احباب جماعت حضور کی کامل شفایابی کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔

درخواستہائے دعا

۱۔ میرے بار خواجہ محمد طفیل صاحب کمیشن ایجنٹ غلہ منڈی جڑانوالہ عرصہ دو ماہ سے گورنمنٹ ٹی بی ہسپتال سرگودہا میں زیر علاج ہیں۔ احباب جماعت اور درویشان قادیان سے کامل صحت کی درخواست کرتا ہوں کہ مولا کریم ان کو کامل صحت عطا کرے اور ہمارے کاروبار میں ترقی عطا کرے۔ آمین

خواجہ محمد احمد اینڈ کمپنی جڑانوالہ ضلع لائلپور

۲۔ خاکسار عرصہ کافی عرصہ سے پیٹ کی مختلف تکالیف کی وجہ سے بہت پریشان ہے باوجود کافی علاج کے ہر خیال کوئی افاقہ نہیں اسلئے درست دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل اس بیماری کو دور فرما دے۔

خواجہ عبدالستار درویش قادیان

اعلان نکاح

مورخہ ۱۰ ستمبر ۱۹۵۹ء کو غلام رسول صاحب بٹ ساکن رشی نگر کشمیر کا نکاح رفیقہ بیگم بنت محمد احسن شیخ صاحب صدر جماعت احمدیہ بانڈی پورہ کشمیر کے ساتھ ہوا۔ بزرگان سلسلہ اور درویشان قادیان کی خدمت میں عرض ہے کہ دعا فرمائی جاوے کہ اللہ تعالیٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے بابرکت اور بہتر بنائے۔ آمین

خاکسار غلام احمد نسیم مبلغ جماعت احمدیہ شورت کنہ پورہ کشمیر

جماعتی عہدہ داروں کے انتخاب کے متعلق اصولی ہدایات

اسلام میں اُمراء کی اطاعت کا بلند معیار

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدّ ظلہ العالی)

مجھ سے بعض دوستوں نے دریافت کیا ہے کہ چونکہ ربوہ میں اور اسی طرح دوسری مقامی جماعتوں میں وقتاً فوقتاً مقامی عہدہ داروں کا انتخاب ہوتا رہتا ہے اس لئے اس معاملہ میں اسلامی اور جماعتی نقطۂ نگاہ کا واضح کیا جانا مناسب ہے تاکہ اس نقطۂ نگاہ کو ان انتخابوں میں مدنظر رکھا جاسکے۔ سو مختصر طور پر جاننا چاہیئے کہ اس کے لئے قرآن مجید کی بنیادی ہدایت وہ ہے جو سورۃ نساء میں بیان ہوئی ہے یعنی

اِنَّ اللّٰہَ یَامُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ۔

(سورہ نساء آیت ۵۹)

"یعنی اے مسلمانو! تمام جماعتی اور قومی عہدے خدا کی طرف سے ایک امانت ہیں سو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ اس امانت کو ہمیشہ اس کے اہل لوگوں کے سپرد کیا کرو۔ اور پھر جو لوگ عہدہ دار مقرر ہوں ان کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے فرائض کو پورے عدل و انصاف کے ساتھ ادا کیا کریں"

یہ لطیف آیت قومی عہدوں اور عہدہ داروں کے انتخاب کے بارہ میں اسلامی احکام کا گویا نچوڑ اور لبِ لباب ہے۔ اس میں پہلے تو یہ بتایا گیا ہے کہ تمام قومی اور جماعتی عہدے خدا کی طرف سے ایک امانت ہوتے ہیں جسے ہمیشہ ایک مقدس امانت سمجھتے ہوئے پوری ذمہ داری اور پوری دیانتداری کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے یہ حکم دو لوگوں کے ذریعہ عہدے دار چننے والوں یا اپنے حکم کے ذریعہ کسی شخص کو کسی عہدہ پر مقرر کرنے والوں پر دو کے لئے ہے۔ ان دونوں طبقوں کے لئے ضروری ہے۔ کہ اس بات کو پختہ طور پر یاد رکھیں کہ جماعتی اور قومی عہدہ داروں کے انتخاب یا تقرر کا معاملہ ایک بھاری اہم خدائی امانت ہے۔ جسے پوری دیانتداری اور پورے سوچ بچار کے ساتھ بلا لحاظ دوستی و دشمنی و بلا لحاظ پارٹی بازی و جتھہ بندی خالصۃً قومی اور جماعتی مفاد میں ادا کرنا چاہیئے۔ اور پھر جو لوگ کسی عہدہ پر مقرر ہوں (خواہ بذریعہ ووٹ یا بذریعہ تقرر) ان کے لئے خدا کا یہ حکم ہے کہ اپنے فرائض کو پورے عدل و انصاف کے ساتھ بلا خوف لومۃ لائم ادا کریں اور اپنے عہدہ کو ایک خدائی امانت سمجھیں جس میں کسی نوع کی خیانت کرنا یا بدعنوانی کا مرتکب ہونا خدائی امانت میں خیانت کرنے کے مترادف ہوگا جس کے لئے ان کو خدا کے سامنے جوابدہ ہونا پڑے گا۔ اور یاد رکھنا چاہیئے کہ اس آیت میں عدل کے لفظ سے صرف دو آدمیوں کے درمیان عدل کرنا ہی مراد نہیں بلکہ افراد اور قوم کے درمیان عدل کرنا دوست اور دشمن کے درمیان عدل کرنا اور اندرونی اور بیرونی معاملہ میں عدل کے ترازو کو استوار رکھنا بھی مراد ہے۔

اس تعلق میں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے کہ قرآن مجید نے کمال حکمت سے اس آیت میں قومی اور جماعتی عہدہ داروں کے لئے کوئی خاص وصف معیّن نہیں کیا۔ مثلاً یہ نہیں فرمایا کہ جس شخص کو عہدہ دار چنا جائے وہ بہت زیادہ ہوشیار ہو یا بڑی وجاہت کا مالک ہو یا بڑا دولت مند ہو یا بڑی عمر کا بزرگ ہو یا خاص طور پر بڑا نمازی یا روزہ دار ہو۔ وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ قرآن مجید نے صرف اھلھا کا جامع لفظ استعمال کیا ہے۔ جس میں وہ تمام اوصاف شامل ہیں جو کسی عہدے کے لئے ضروری سمجھے جائیں۔ پس اصل چیز جو کسی عہدہ دار کے انتخاب یا تقرر میں مدنظر رکھنی ضروری ہے وہ قرآنی تعلیم کے ماتحت اہلیت اور صرف اہلیت ہے۔ اور ظاہر ہے کہ ہر عہدہ کے مناسب حال اہلیت کا مفہوم بدل جائے گا۔ مثلاً جماعت احمدیہ کے حالات کے لحاظ سے کہا جاسکتا ہے کہ اگر کسی مقامی جماعت میں امیر یا صدر کے انتخاب کا سوال ہو تو لازماً اہلیت کا مفہوم زیادہ وسیع صورت میں اور زیادہ وسیع پہلوؤں کے لحاظ سے مدنظر رکھنا ضروری ہوگا۔ اور اگر سیکرٹری مال کا تقرر ہونا ہو تو اور قسم کی اہلیت دیکھنی ہوگی۔ اور اگر سیکرٹری تبلیغ کا سوال ہو تو اس کے مناسب حال اوصاف تلاش کرنے ہوں گے۔ اور اگر سیکرٹری تعلیم کا انتخاب ہونا ہو تو اس کے لئے شعبہ تعلیم کی اہلیت مدنظر رکھنی ہوگی۔ اور اگر سیکرٹری امور عامہ کے تقرر کا سوال ہو تو اس کے لئے عمومی رنگ کی انتظامی اہلیت دیکھنی ضروری ہوگی وعلیٰ ھٰذا القیاس۔ الغرض قرآنی تعلیم کے مطابق ہر عہدہ اور ہر کام کے لحاظ سے علیحدہ علیحدہ اہلیت مدنظر رکھنی ضروری ہے۔

جماعتی عہدہ داروں کے لئے عمومی اوصاف

اس اصولی تعلیم کے ماتحت جماعت احمدیہ کے عہدہ داروں کے معاملہ میں ذیل کے عمومی اوصاف کو مدنظر رکھنا ہوگا۔ گو مختلف عہدہ داروں کے لئے ان کے عہدہ کی نوعیت کے لحاظ سے بہرحال بعض مخصوص اوصاف کو ملحوظ رکھنا زیادہ ضروری سمجھا جائے گا۔

(۱) ہر عہدہ دار مخلص اور پختہ احمدی ہو جو خلافت احمدیہ کے ساتھ دلی عقیدت اور اخلاص اور وفاداری کا تعلق رکھتا ہو اور جماعت کے مرکزی نظام کے ساتھ مخلصانہ تعاون کی پالیسی پر قائم ہو۔ ورنہ جماعت ایک ایسی گاڑی کا رنگ اختیار کرے گی جس کا ایک گھوڑا اسے ایک طرف کھینچتا ہو اور دوسرا گھوڑا دوسری طرف۔

(۲) ہر عہدہ دار سلسلہ احمدیہ کی تعلیم اور جماعت کے عقائد اور جماعت کی حد بندیوں سے واقفیت رکھتا ہو تاکہ وہ نہ صرف مقامی احمدیوں کی نگرانی کر سکے بلکہ اس کا اپنا عمل بھی دوسروں کے لئے نمونہ ہو۔

(۳) وہ اپنے حلقہ کے احمدیوں کے ساتھ زیادہ سے زیادہ تعارف رکھتا ہو تاکہ حسب ضرورت ان کا خیال رکھ سکے اور ان کی دیکھ بھال کر سکے اور کسی مقامی اختلاف کی صورت میں مصالحت کرانے کی اہلیت اور جذبہ رکھتا ہو۔ اور جماعتی اتحاد کی قدر و قیمت کو پہچانتا ہو۔ جیسا کہ افسوس ہے کہ بعض لوگ نہیں پہچانتے اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں تفرقہ پیدا کرنے کے عادی ہوتے ہیں۔

(۴) وہ چوکس دماغ رکھتا ہو تاکہ اگر اس کے حلقہ میں کوئی مشتبہ یا فتنہ پرداز شخص ہو تو اس پر نگاہ رکھ کر ضروری کارروائی کر سکے اور مرکزی عہدہ داروں کو بھی وقت پر اطلاع دے سکے۔

(۵) اس کے مزاج میں نہ تو ناواجب سختی ہو کہ لوگ اس کی سختی اور خشونت کی وجہ سے اس سے دور بھاگیں اور نہ ناواجب نرمی ہو کہ حقیقی ضرورت کے وقت بھی گرفت نہ کر سکے۔ مگر اس کی سختی میں بھی پدرانہ انداز کی چاشنی ہونی چاہیئے۔

(۶) وہ مستورات کی بہبودی اور بچیوں اور نوجوانوں کی تربیت کا خاص جذبہ اور ملکہ رکھتا ہو۔ مستورات قومی نسل میں نصف کی حصہ دار اور بچیوں کی تربیت کی اسّی فیصدی ذمہ دار ہوتی ہیں۔ اور نوجوانوں کی اصلاح جماعت کی دائمی ترقی کی ضامن ہوا کرتی ہے۔

(۷)۔ وہ احمدی دکانداروں اور تاجروں اور صناعوں اور پیشہ وروں پر خاص نگاہ رکھے تاکہ ان کا معاملہ صداقت اور صفائی اور دیانتداری اور ہمدردیٔ خلق کے اصول پر مبنی ہو اور غیر از جماعت لوگوں کے لئے مقناطیس کی کشش اور نیک نامی کا باعث بنے۔

(۸) وہ اپنے حلقہ کے یتیموں اور بیوگان اور غریبوں اور بے سہاروں اور بیماروں کے ساتھ ہمدردی اور شفقت کا سلوک رکھنے کا عادی ہو مگر اس کے ساتھ ہی اس بات کا خیال بھی رکھے کہ لوگوں میں بیکاری اور گداگری اور سوال کرنے کی عادت ترقی نہ کرے جو قومی اخلاق کے لئے تباہ کن ہے۔

(۹) وہ متقی اور خدا ترس اور اعمال صالحہ بجالانے والا ہو۔ اور نیک تحریکات میں آگے آگے رہنے کا عادی ہو اور جہاں تک ممکن ہو بہتر نماز باجماعت کا پابند ہو۔ اور دعاؤں میں شغف رکھتا ہو تاکہ وہ ایک فدائی جماعت کا ذمہ دار افسر بن سکے۔

(۱۰) وہ جماعتی چندوں میں حسب توفیق ذوق و شوق سے حصہ لیتا ہو تاکہ دوسروں کے لئے نمونہ بنے اور اس کی کامی کی وجہ سے دوسروں میں مالی قربانی کے معاملہ میں سستی نہ پیدا ہونے پائے بلکہ ترقی ہو اور وہ چندوں کے لئے مؤثر تحریک کرنے کا ملکہ بھی رکھتا ہو۔ جماعتی چندے جماعتی تنظیم کے لئے گویا ریڑھ کی ہڈی ہوتے ہیں جن پر ہمارے تبلیغی اور تعلیمی اور تربیتی اور تنظیمی پروگراموں کی کامیابی کا بڑی حد تک دارومدار ہے۔

یہ وہ دس مختصر سی باتیں ہیں جن کا جماعتی عہدہ داروں میں بالعموم پایا جانا ضروری ہے تاکہ وہ کامیابی اور خوش اسلوبی اور خوش انتظامی کے ساتھ اپنے فرائض ادا

کر سکیں۔ اور جماعتی عہدہ دار چننے والوں کو بھی اپنی اوصاف کے پیش نظر عہدہ داروں کا انتخاب کرنا چاہیئے۔ اور اس بات کو کبھی نہیں بھولنا چاہیئے کہ یہ ایک نہایت مقدس امانت ہے جسے غلط طریق پر استعمال کرنا خدا تعالیٰ کا بھاری گناہ اور جماعت سے خطرناک غداری ہے

میری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ احمدیت کو ہمیشہ قابل اور مخلص اور خدائی کارکن عطا کرتا رہے جو جماعت کے بہترین گڈریے ثابت ہوں۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

اسلام میں امراء کی اطاعت کا بلند معیار

اس جگہ ایک مختصر سا نوٹ اسلامی معیار اطاعت کے متعلق درج کرنا بھی بے موقعہ نہ ہوگا۔ سو اس تعلق میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

السمع والطاعة علی المرءِ المسلم فیما احبّ وکرہ مالم یؤمر بمعصیة فاذا امر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة (صحیح بخاری)

"یعنی ہر مسلمان پر اپنے امیر کا حکم ماننا فرض ہے۔ خواہ اسے وہ حکم پسند ہو یا ناپسند ہو لیکن اگر اسے کوئی ایسا حکم دیا جائے جو خدا اور اس کے رسول کے حکم کے صریح خلاف ہے۔ اور اس میں خدا اور اس کے رسول کے حکم کی کھلی کھلی نافرمانی لازم آتی ہو تو اس صورت میں ایسے حکم کا ماننا اس پر فرض نہیں"

اس حکم کی تشریح میں نماز کا ایک چھوٹا سا مسئلہ بڑی لطیف روشنی ڈالتا ہے۔ جیسا کہ ہر چھوٹے بڑے مسلمان کو معلوم ہے کہ اسلام کا یہ ایک معروف اور مسلم مسئلہ ہے کہ جب کوئی شخص نماز میں امام مقرر ہو اور وہ نماز پڑھاتے پڑھاتے کسی بات کے متعلق بھول جائے مثلاً چار رکعتوں کی بجائے تین رکعت پڑھا دے یا قعدہ میں بیٹھنے کی بجائے اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے یا کوئی اور غلطی کر جائے تو ہو۔۔۔ تو اس صورت میں مقتدیوں کے لئے یہ حکم ہے وہ ادب کے طریق پر اشارہ کے ساتھ صرف اتنا کہیں کہ سبحان اللہ "یعنی غلطی سے تو صرف خدا کی ذات ہی پاک ہے" تا کہ اس اشارے سے امام سمجھ لے کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو گئی ہے لیکن

اگر اس پر بھی امام کو اپنی غلطی کا احساس نہ ہو اور وہ اپنی غلطی پر عملاً مصر رہے تو اس صورت میں مقتدیوں کے لئے شریعت کا یہ حکم ہے کہ وہ امام کی غلطی کا یقین رکھنے کے باوجود امام کے پیچھے چلیں۔ اور اس کی اقتدار سے الگ نہ ہوں۔ یہ ایک نہایت حکیمانہ ہدایت ہے جس میں امیروں اور اماموں کے ادب اور ان کی اطاعت کے متعلق بڑے لطیف رنگ میں سبق دیا گیا ہے۔

دوستو سوچو اور غور کرو کہ باوجود اس کے کہ اسلام کے احکام خدا کی طرف سے ہیں۔ جو حضرت افضل الرسل خاتم النبیین کی زبان مبارک کے ذریعہ ہم تک پہنچے ہیں۔ اور باوجود اس کے مقتدی یقین رکھتے ہوں کہ فلاں معاملہ میں امام نے غلطی کی ہے ان کو اسے اس کی غلطی کی طرف توجہ دلاتے ہوئے یہ کہنے کی اجازت نہیں کہ "آپ نے غلطی کی ہے" بلکہ وہ صرف اشارہ کی زبان میں ادب کے ساتھ سبحان اللہ کہہ سکتے ہیں "یعنی غلطیوں سے صرف خدا ہی پاک ہے" اور اگر پھر بھی امام کو اپنی بھول کا احساس نہ ہو اور وہ نماز میں ایک غلط قدم اٹھا جائے۔ تو مقتدیوں کو اس بات کی اجازت نہیں کہ وہ اسے چھوڑ کر الگ ہو جائیں یا اس پر اعتراضوں کی بوچھاڑ شروع کر دیں بلکہ ان کو بہر حال اس کے پیچھے چلنا ہوگا اور اس کی غلطی کا یقین رکھتے ہوئے بھی اس کی اقتدار کرنی ہوگی یہ وہ بلند معیار اطاعت ہے جس کے نتیجہ میں احمدی صحیح معنوں میں بنیان مرصوص (یعنی ایک سیسہ پلائی ہوئی دیوار) بن سکتے ہیں۔ ورنہ وہ ایک بکھرے ہوئے جھاڑو کی تیلیوں کی طرح بیکار ہو کر رہ جائیں گے۔ ہمارے دوست سوچیں۔ اور غور کریں کہ کیا ان کا معیار اطاعت ان احکام کے مطابق ہے؟ ہاں ہاں وہ ضرور سوچیں اور غور کریں۔

امراء کو مشورہ لینے کا حکم

دوسری طرف اسلام میں (جو ایک نہایت متوازن مذہب ہے) امراء کے لئے بھی یہ حکم ہے کہ وہ تمام اہم امور میں جماعت کے مشورہ سے کام کیا کریں تاکہ افراد جماعت میں بشاشت پیدا ہو اور تعاون کی روح ترقی کرے اور کام کرنے کی فطری صلاحیتیں صحیح طریق پر نشو ونما پائیں۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے کہ:-

امرھم شوریٰ بینھم (سورہ شوریٰ)

"یعنی وہ مسلمانوں کے قومی اور جماعتی کام آپس میں مشورہ کے ساتھ ہونے چاہئیں"

لیکن اس کے باوجود اسلام یہ بھی ہدایت فرماتا ہے۔ کہ اگر کوئی امیر اپنی جماعت کے مشورہ کو نظر انداز کر کے جماعتی مفاد میں کوئی اور فیصلہ کرنا ضروری خیال کرے اور مقامی جماعت کے مشورہ کو جماعت کے لئے نقصان دہ سمجھے تو فاذا عزمت فتوکل علی اللہ (یعنی جب تو کسی بات کا عزم کرے تو پھر خدا پر توکل کر کے حکم کے ماتحت اسے ایسا کرنے کا اختیار ہے۔ کیونکہ ہمارے کاموں کی اصل چابی خدا کے ہاتھ میں ہے اور وہی ہمارا حقیقی کارساز ہے یا پھر مرکزی کارکنوں کی طرف رجوع کیا جائے جو براہ راست خلیفۂ وقت کی نگرانی میں کام کرتے ہیں۔

الغرض یہ وہ مختصر ڈھانچہ ہے جس کے مطابق مقامی عہدہ داروں کا انتخاب ہونا چاہیئے۔ اور یہی وہ ڈھانچہ ہے جس کے مطابق مقامی عہدہ داروں کو کام کرنا چاہیئے۔ یاد رکھو ہم کوئی سیاسی جماعت نہیں ہیں۔ اور یاد رکھو کہ ہم کوئی دنیوی انجمن بھی نہیں ہیں۔ بلکہ ہم ایک خالص خدائی جماعت ہیں۔ جس کا بیج خدا نے عرش کے حکم کے ساتھ اسلام کی خدمت کے لئے بویا گیا ہے۔ یہ بیج زمین میں سے پھوٹ کر باہر آ چکا ہے۔ اور اس کی ہری ہری کونپلیں فضا میں لہلہا رہی ہیں۔ اب وہ بہر حال بڑھے گا۔ اور پھولے گا اور پھلے گا اور کوئی نہیں جو اسے روک سکے۔ مگر خوش قسمت ہیں وہ جو اخلاص اور قربانی اور دیانتداری اور جانفشانی اور عرق ریزی کے ساتھ اس کی آبیاری میں حصہ لیں گے۔

اولٰئک ھم الوارثون الذین یرثون الفردوس ھم فیھا خالدون۔

خاکسار

مرزا بشیر احمد

ربوہ - ۱۹ر اگست ۱۹۵۹ء

جماعت احمدیہ یادگیر کی طرف سے یوم التبلیغ

مقررہ پروگرام کے ماتحت ماہ اگست کی آخری اتوار مورخہ ۳۰ر اگست کو مجلس خدام الاحمدیہ کی طرف سے یوم تبلیغ منایا گیا جس کی مختصر رپورٹ مفصلہ ذیل ہے۔

احباب جماعت صبح ۸ بجے دفتر مجلس خدام الاحمدیہ میں جمع ہوئے اور دعا کے بعد پانچ گروپ اپنے اپنے انچارج کی سرکردگی میں آبادی کے مختلف حصوں میں روانہ ہوگئے۔ ہر گروپ تین تین احباب پر مشتمل تھا

پہلے گروپ نے ایک محلہ میں جا کر معزز زین محلہ سے ملاقات کی اور احمدیت کا پیغام پہنچایا ایک غیر احمدی دوست نے دوران گفتگو میں اعتراض کیا کہ "ازالہ اوہام صفحہ ۱۴۰ و صفحہ ۱۴۱ میں خود جناب مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں۔ "نزول مسیح کا مسئلہ جزو ایمان نہیں ہے" تو پھر اس سلسلے میں گفتگو لاحاصل ہے۔ اس پر ہمارے گروپ کی طرف سے تفصیلی جواب دیا گیا۔ بعدہ ضرورت امام و خلافت پر بحث ہوئی ہماری طرف سے قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب دیا گیا اس پر انہوں نے قرآن و حدیث کے بارے میں اپنی کم علمی ظاہر کرتے ہوئے بات ختم کر دی۔

دوسرے گروپ نے ایک اور محلہ میں جا کر تبلیغ کی۔ اور ایک غیر احمدی دوست ہماری تبلیغ سے بہت متاثر ہوئے۔ اور خاص دلچسپی لے رہے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں قبول حق کی سعادت بخشے۔ آمین

تیسرے گروپ نے بیڑی کے کارخانوں میں کاریگروں کو احمدیت کے عقائد بتائے اور نماز کے متعلق تلقین کی۔

چوتھے گروپ نے ایک غیر احمدی دوست کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبعوث ہونے کی غرض بتائی اور احمدیت کے اصول و عقائد سے متعلق معلومات بہم پہنچائیں۔

پانچواں گروپ جس کے انچارج احمد حسینی صاحب سابق طالب علم مدرسہ احمدیہ قادیان حال مقیم یادگیر تھے۔ اس میں قائد خدام الاحمدیہ یادگیر مکرم جناب بشیر الدین صاحب احمد اور چند دیگر دوست شامل تھے۔ اسٹیشن کی طرف روانہ ہوا اس گروپ نے ریل گاڑیوں میں ۱۵ عدد انگریزی، ہندی ٹریکٹ تقسیم کئے۔ اور بعض معزز افراد کو پیغام حق پہنچانے کا موقع ملا۔ ان سب کو جماعت احمدیہ کی تبلیغی جدوجہد اور شاندار کارناموں سے روشناس کرایا گیا آخر میں احمدیت کا پیغام دیا گیا۔ اس کے بعد فارسٹ آفیسر یادگیر اور چیئرمین بلدیہ یادگیر کو انگریزی اور ہندی لٹریچر دیا گیا۔

خاکسار طالب دعا نعمت اللہ غوری سیکرٹری دعوت و تبلیغ مجلس خدام الاحمدیہ یادگیر

امارت شرعیہ بہار کے مایوس مبلغین اور انکے عجیب و غریب عقائد

(از مکرم مولوی عبدالحق صاحب فاضل مبلغ سلسلہ احمدیہ متعین رانچی)

امارت شرعیہ بہار و اڑیسہ کے دو مبلغین چند روز سے رانچی میں قیام پذیر ہیں۔ بعض غیر احمدی نوجوانوں کی تحریک پر دفتر جمیعتہ العلماء رانچی میں ان سے تعارف ہوا۔ باہمی گفتگو کا خلاصہ درج ذیل ہے:۔

میں۔ آپ غیر مسلم حضرات میں کس طرح تبلیغ کرتے ہیں؟

مبلغ صاحب:۔ ہم لوگ غیر مسلموں میں تبلیغ نہیں کرتے ہماری تبلیغ صرف مسلمانوں تک محدود ہے۔

میں۔ کیوں؟

مبلغ صاحب۔ ہندوستان میں موجودہ مخدوش حالات ہیں اگر ہم غیر مسلموں میں تبلیغ کریں گے تو مسلمانوں کے لئے دشواریاں اور بڑھ جائیں گی۔

میں۔ سیکولر اسٹیٹ میں ہر مذہب کے پیرو کو تبلیغ مذہب کا حق حاصل ہے رسول کریم صلعم اور صحابہ کرام کے لئے تو مکی زندگی میں کہیں زیادہ دشواریاں تھیں اور ہر وقت جان کے لالے پڑے رہتے تھے۔ اس پر فدایانِ اسلام تلواروں کے سایہ میں فریضہ تبلیغ ادا کرتے رہے۔ پھر آپ کیوں ان ادنیٰ مشکلات سے ڈر کر اسوۂ نبوی سے منہ موڑتے ہیں؟

مبلغ صاحب:۔ خود مسلمان ہی اسلام سے بہت دور جا چکے ہیں۔ خانقاہوں پر غیر شرعی حرکات کے ارتکاب کو اسلام سمجھ لیا گیا ہے۔ مثلاً اجمیر شریف وغیرہ متبرک مقامات اور خود پھلواری شریف جو امارت شرعیہ کا اول تا آخر مرکز ہے۔ وہاں بھی بدعات اور غیر اسلامی عقائد کی ترویج و اشاعت زوروں پر ہے ..... اصل بات یہ ہے کہ "شریف" کا جو امتیاز مکہ شریف اور مدینہ شریف کو حاصل تھا۔ بینہٖ بعینہٖ اسے عام کر دیا ہے۔ اور ان مقامات پر عرس و قوالی۔ اور مزار پر چادر چڑھانے اور غیر شرعی رسومات کا ارتکاب کر کے اسے حج سمجھا جاتا ہے۔ اور گمراہی کا ایک عام دروازہ کھل گیا ہے۔ ایسی صورت میں جبکہ مسلمانوں کی اصلاح ہی ناممکن امر معلوم ہوتی ہے اگر ہم غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرینگے تو اس کا کچھ اثر نہ ہوگا بلکہ بہت سے مسلمان مرتد ہو جائیں گے۔

میں۔ اسلام تو ایک زندہ مذہب ہے۔ اور ہر زمانہ میں اپنی صداقت کے زبردست نشانات اپنے ساتھ رکھتا ہے۔ اور سنت اللہ یہ ہے کہ وہ ہر خطرناک دور میں کسی روحانی رہنما کے ذریعہ سے تمکین دین کے سامان مہیا فرماتا ہے۔ جیسا کہ رسول کریم صلعم کے وصال پر ملال کے موقعہ پر جبکہ عرب کا معتدبہ حصہ مرتد ہو رہا تھا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ذریعہ سے تمکین دین فرمائی۔ پھر آپ اس قدر مایوس کیوں ہیں؟

مبلغ صاحب۔ وہ زمانہ گذر گیا اب نہ کوئی صدیق بن سکتا ہے نہ شہید نہ صالح یہ سب انعامات محمد رسول اللہ صلعم کے جیسی حیات میں ہی مل سکتے تھے اب ان تمام انعامات کے دروازے مسدود ہیں۔ لہٰذا اب کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو سکتی۔

میں۔ کیا حضرت امام حسینؓ شہید تھے؟

مبلغ صاحب۔ ہم ان کو شہید تسلیم نہیں کرتے آپ کو کسی بریلوی خیال کے دوست نے کہا ہوگا کہ وہ شہید ہیں ہم لوگ جو دیوبندی مسلک رکھتے ہیں ان کو شہید تسلیم نہیں کرتے۔

میں۔ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من یطع اللہ والرسول فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیہم من النبیین و الصدیقین والشھداء والصالحین وحسن اولٰئک رفیقا۔ اس آیت کریمہ سے تو ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ صلعم کی اطاعت میں نبی صدیق شہید اور صالح کا درجہ بعض کو ملے گا۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اطاعت رسول کا دور حضورؐ کے وصال کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو جاتا بلکہ قیامت تک جاری ہے۔ لہٰذا اطاعت الرسول کی شرط ان مدارج عالیہ کے حصول کو قیامت تک ممتد قرار دیتی ہے اور بفرض محال اگر آپ کا پیش کردہ نظریہ تسلیم کیا جائے تو زیر بحث آیت پر یہ اعتراض وارد ہوتا ہے کہ زمانۂ نبوی میں بقول آپ کے باقی تین مدارج تو صحابہ کرام میں سے بعض لوگوں نے حاصل کئے لیکن کوئی امتی نبی پیدا نہیں ہوا۔ حالانکہ یہ چاروں درجے اطاعت الرسول میں منطوق آیت کے مطابق بعض امتیوں کو ملنے ضرور ہیں۔

پس ہمارے بیان کردہ معنے ہی درست ہو سکتے ہیں جن کی رو سے اطاعت الرسول کو قیامت تک ممتد قرار دے کر مسیح موعود کو نبی قرار دیا جاتا ہے جبکہ رسول کریم صلعم نے مسیح موعود کو بحالت نزول نبی اللہ قرار دیا ہے۔ (مسلم)

مبلغ صاحب۔ آیت زیر بحث میں مع کا لفظ استعمال ہوا ہے جس سے یہ تو ثابت ہوتا ہے کہ اُمت محمدیہ کے افراد ان لوگوں کے ساتھ ہوں گے لیکن اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ خود بھی نبی، صدیق، شہید اور صالح بھی ہوں گے

میں۔ القرآن یفسر بعضہٗ بعضاً قرآن کریم کا ایک حصہ دوسرے حصہ کی تفسیر کر دیتا ہے۔ اس اصول کے مطابق جب ہم لفظ مع کی تحقیق و تدقیق کرتے ہیں تو قرآن کریم میں یہ لفظ دونوں معنوں میں مستعمل نظر آتا ہے۔ جیسے توفنا مع الابرار کے یہی معنے ہو سکتے ہیں کہ ہمیں نیک بنا کر وفات دے جب ہم دونوں معنوں کے اعتبار سے اس آیت کریمہ کے معنے کریں گے۔ تو حسب ذیل ہوں گے۔

اول۔ آنحضرت صلعم کی اطاعت کرنے والوں میں سے نبیوں کے ساتھ ہونگے خود نبی نہ ہوں گے۔ صدیقوں کے ساتھ ہوں گے خود صدیق نہ ہوں گے شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے خود شہید اور صالح نہ بن سکیں گے۔

دوم۔ آنحضرت صلعم کی اطاعت کرنے والوں میں سے نبیوں کے ساتھ ہوں گے یعنی نبی ہوں گے۔ صدیق شہید اور صالح لوگوں کے ساتھ ہوں گے یعنی صدیق، شہید اور صالح وہ خود بھی ہوں گے۔

اول الذکر معنے آپ کے اپنے مسلمات کے بھی خلاف ہیں۔ کیونکہ آپ حضرت ابوبکرؓ کو صدیق حضرت حمزہؓ کو شہید اور بعض صحابہ کو صالح مانتے ہیں (اس کا مبلغ صاحب پہلے اظہار کر چکے تھے) پس لامحالہ آپ کو ثانی الذکر معنے تسلیم کرنے پڑیں گے۔ اور مسیح موعود علیہ السلام کی غیر تشریعی نبوت کا اقرار کر لینے کے بعد تفہیم آیت میں کوئی استحالہ پیش نہیں آئے گا فافھم ان کنت من المستفھمین!

مبلغ صاحب۔ صاحب! آپ تو قادیانی معلوم ہوتے ہیں اور مرزا غلام احمد صاحب کو نبی مانتے ہیں۔

میں۔ بے شک میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو مسیح و مہدی اور غیر تشریعی اور امتی نبی مانتا ہوں جیسا کہ آیت زیر بحث سے یہ چیز ثابت ہے۔

مبلغ صاحب۔ تب ہم آپ سے بات نہیں کریں گے۔ لیکن آپ تو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھ رہے تھے۔

میں۔ ہمارا کلمہ یہی ہے آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام یا بزرگان سلسلہ کی تحریرات سے ہمارا کوئی دوسرا کلمہ نہیں بتا سکتے۔

مبلغ صاحب۔ ہر نبی کا ایک کلمہ ہوتا ہے جیسا کہ لا الٰہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ

میں۔ آپ کا بیان کردہ کلمہ کہاں لکھا ہے؟

مبلغ صاحب (کچھ تامل کے بعد) انجیل میں لکھا ہے۔

میں۔ انجیل میں نہیں لکھا نہ عیسائی ایسا کلمہ پڑھتے ہیں آپ غلط کہہ رہے ہیں۔

جب مولوی صاحب سے کچھ جواب نہ بن پڑا تو کہنے لگے کہ میں آج سے نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں اور کہتا ہوں کہ رات کو مجھ پر بہت الہامات خدا کی طرف سے نازل ہوئے لہٰذا جیسے آپ نے مرزا صاحب کو نبی مان لیا ہے ایسے ہی میرے دعوے نبوت کو بھی تسلیم کر لیجئے۔

خاکسار نے اس کے جواب میں کہا کہ افسوس ہے کہ آپ غصے میں مشتعل ہو کر کیسی باتیں کرنے لگے۔ ابھی ابھی تو آپ اجرائے نبوت سے انکاری نہیں بلکہ نبی کا نام سنکر اس قدر مشتعل ہو گئے تھے کہ بات کرنے کے لئے بھی تیار نہیں تھے۔ لیکن اب آپ خود ہی نبی بن بیٹھے ...... اور آپ کو یاد رکھنا چاہئے کہ حضرت مرزا صاحب نے قرآن کریم، احادیث، بزرگان سلف کی کتب اور آسمانی نشانوں اور اپنے الہامات اور ان کی صداقت کو دنیا کے سامنے تحریری اور تقریری طور سے پیش کر دیا اور لوگ آپ کے دعاوی کو پرکھ کر برضا و رغبت ایمان لا رہے ہیں۔ یہ چیز زبردستی منوانے کی نہیں۔ آپ اس قدر تو کیا پیش کر سکیں گے کیا پدی اور کیا پدی کا شوربہ البتہ آپ اپنا حالیہ دعوے اور الہامات لکھ کر دے دیں۔ ہم علماء رانچی و دوسرے باشندوں کو آپ کی تحریر دکھاویں گے۔ جو آپ کو سچا سمجھے گا آپ کی بیعت کر لے گا۔ (باقی صفحہ ۱۲ پر)

تبلیغ حق — اور مخالفین کی ایذا رسانیاں

کچھ تو خوفِ خدا کرو لوگو! کچھ تو لوگو خدا سے شرماؤ

جماعت احمدیہ کے مبلغین کو بھی میدانِ تبلیغ میں جس مخالفت اور ایذا رسانی کا سامنا ہوتا ہے وہ انہیں سلف الصالحین کی روحانی جماعت سے نہایت درجہ مماثلت رکھتا ہے۔ اور یہی مخالفت احمدیت کی صداقت کا ایک ناقابلِ تردید ثبوت ہے۔ اور بالآخر اشاعتِ صداقت کے لئے کھاد کا کام دیتی ہے۔ اور انہیں کانٹوں کے ساتھ خوشبودار پھول ملتے ہیں۔ مگر یہ بات ظاہر ہے کہ ؎

دعوتِ ہر ہرزہ گو کچھ خدمتِ آساں نہیں ٭ ہر قدم پر کوہ ماراں ہر گذر میں دشتِ خار

ذیل میں کشمیر کے علاقہ شوپیاں میں متعین احمدی مبلغ مکرم حکیم محمد سعید صاحب کے مکتوب کا ایک حصہ نقل کیا جاتا ہے جو ایک طرف مخالفتِ حق کی تازہ مثال پیش کرتا ہے اور دوسری طرف صداقت کی راہ میں ہمت اور استقلال سے ڈٹے رہنے والوں کے لئے دلی دعاؤں کی طرف متوجہ کرتا ہے۔ فہل من مدکر؟

مکرمی حکیم محمد سعید صاحب مبلغ شوپیاں لکھتے ہیں:-

یہ عاجز جب سے شوپیاں میں مقیم ہے جب سے یہاں کی ہزاروں کی آبادی کو مولویوں نے نہایت گری ہوئی مخالفت پر اکسایا ہوا ہے۔ پہلے اسلامی جماعت والے آئے۔ اور غیر اسلامی تحریک کی کہ قرآن کریم سے درس و استدلال ترک کروں۔ کیونکہ ان کے ہاں احمدیوں کے لئے یہ حق سلب ہے۔ یہ وہی وفد ہے جس کا آجکل اخباروں میں چرچا ہے۔

ازاں بعد انہوں نے اہلحدیث اور حنفی لوگوں کو اکسایا اور گڈہ جلوس کے ذریعہ میرے مکان پر یلغار کرکے آگئے۔ اور سنگ باری کی۔ جب پولیس نے روکا۔ تو ہفتہ بھر سلسلہ جاری رہا۔ جلوس نکالے جاتے تھوکا جاتا۔ مکان میں بند رکھا۔ جب خود ہی تھک گئے تو مکان میں آکر مٹی کر جاتے اور دل کی بھڑاس اس طریق پر نکالی۔ پھر گالیوں پر اتر آئے۔ جب اس طرح بھی مایوسی ہوئی تو نیشنل کانفرنس اور پولیس [illegible] پر زور ڈالا۔ انہوں نے بھی مشورہ ان کے حق میں دیا کہ مکان خالی کردوں۔ جب دوسرا مکان لینے لگتا وہاں کے مالک مکان کو بھی دھمکی دیتے بالآخر مکان خالی کرکے ایک پنڈت کے مکان پر مقیم ہوا پھر وہ پنڈت صاحب کے پاس آئے کہ اسکو مکان سے نکال دو مگر اسجگہ دال نہ گلی صرف دانت ہی پیسنے رہ گئے۔

کچھ عرصہ بائیکاٹ رہا وہ بھی ختم ہوا۔ اب ہتھکنڈوں سے تنگ کرتے ہیں۔ پچھلے ماہ ایک اہلحدیث حاجی محمد والی ریش دراز واعظانہ شکل بناکر آیا اور بڑے اخلاقی رنگ میں قسمیں کھاکر کشاں کشاں مجھے اپنے باغ میں لے گیا۔ وہاں ابن مریم سے بہتر غلام احمد ہے پر بحث شروع کردی۔ جب خاکسار نے قرآن کریم و احادیث سے مسیح محمدی امتی نبی کا عالی شان مقام بتانا شروع کیا تو مجھ پر اچانک اس ناصح نشکل اور چند نوجوانوں نے حملہ کردیا۔ کپڑے پھاڑ ڈالے گندی گالیاں دیں۔

جنم اشٹمی پر خاکسار نے اور مولوی احمد اللہ صاحب فاضل نے حضرت کرشن جی مہاراج کو قرآن و حدیث سے نبی ثابت کیا۔ ان لوگوں کے لئے جیسے یہ نئی بات تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام سنتے ہی یہ لوگ مشتعل ہو جاتے ہیں۔ ہندو طبقے پر اچھا اثر ہے۔ خاص طبقہ سے مل کر معلوم ہوتا ہے کہ دل ان کے ہمارے ساتھ ہیں۔ مگر زبانیں مخالفانہ زہر اگلنے میں مشغول ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کبیرے [illegible] کھولدے۔

کھولدے ان کے دلوں کو حق کے لئے کھولدے اور مسیح محمدی کی شان ان پہ ظاہر ہو جائے اور ہماری خاکسار حقیر کو سرگرمیِ تبلیغ کی توفیق زیادہ ملے۔ آمین ثم آمین

امارتِ شرعیہ کے بالمقابل مبلغین

(بقیہ صفحہ ۳ سے)

کرلیگا دوسرا رد کردیگا۔

اُنہوں نے لکھنے سے انکار کردیا۔ اور دونوں مبلغین گندہ دہانی اور جہالت پر اتر آئے خاکسار تھا "والسلام" کہہ کر واپس چلا آیا۔

دوسرے روز مولانا ابھا گلپوری خطیب جامع مسجد رانچی کی معیت میں ان سے پھر ملاقات کی۔ مولانا بھاگلپوری بھی خاکسار کے ساتھ اس بات پر متفق تھے کہ دائرہ تہذیب میں رہ کر تبادلہ خیالات جاری رکھا جانا چاہیئے۔ حسن اتفاق سے مولانا مشتاق احمد فاضل دیوبند بھی وہیں موجود تھے لیکن ان تینوں نے یک زبان ہو کر انکار کر دیا۔

خاکسار نے دریافت کیا کہ آخر آپ لوگ مبلغ اور فاضل کہلا کر کیوں تبادلہ خیالات سے گھبراتے ہیں۔ اس پر مہتمم مولانا نے کہا (پہلے بھی اتنی مکالمہ ہوا تھا) کہ آپ چونکہ اسلامی اصول سے باہر ایک چیز کو پیش کرتے ہیں اسلئے ہم اپنا قیمتی وقت ضائع کرنا نہیں چاہتے۔ خاکسار نے اسکا جواب دیا کہ اول تو آپکا یہ بیان کردہ اصول اسلامی تعلیم کے سراسر خلاف ہے کیونکہ غیر مذاہب کے پیروؤں سے خود رسول کریم صلعم نے تبادلہ خیالات کیا اور انکو تبلیغ کی۔ دوم آپکا یہ کہنا بھی غلط ہے کہ ہم لوگ اسلام سے باہر کسی چیز کو پیش کرتے ہیں کیونکہ مسیح و مہدی کی بعثت کے آپ لوگ بھی قائل ہیں۔ کیونکہ رسول کریم صلعم کی بیان کردہ پیشگوئیوں میں اسکی صراحت موجود ہے لہذا جو چیز پیش کرتے ہیں وہ اسلامی تعلیمات کے مطابق بلکہ عین اسلام ہے اسے خارج از اسلام قرار نہیں دیا جاسکتا۔

اسکا جواب امارت شرعیہ کے مبلغ صاحب نے یہ دیا کہ کوئی مسیح یا مہدی اسلامی کتب کی رو سے آئیوالا نہیں ہے۔ [illegible] نے کہا کہ آپ یہ لکھ دیجئے کہ ہمارے عقیدہ کے مطابق [illegible] امت محمدیہ میں نہیں آسکتا اور اگر کبھی کوئی [illegible] لکھ دے تو اسکو ہم جھوٹا سمجھتے ہیں العیاذ باللہ منہ [illegible] مبلغ صاحب نے نہ صرف یہ کہ یہ بات لکھنے سے انکار کردیا۔

علامہ نیاز فتحپوری صاحب مدیر نگار کا تازہ نوٹ

علامہ نیاز صاحب فتحپوری مدیر "نگار" نے ماہ اگست ۱۹۵۹ء کے شمارہ میں "احمدی جماعت" کے زیرِ عنوان ملاحظات کے تحت جو نوٹ لکھا۔ اسی تعلق میں رسالہ نگار کی تازہ اشاعت بابت ماہ ستمبر ۱۹۵۹ء میں اسی عنوان کے ماتحت موصوف نے ایک دوسرا نوٹ لکھا ہے۔ اگرچہ اس دوسرے نوٹ میں موصوف کے مخاطب زیادہ تر ایسے لوگ ہیں جنہوں نے موصوف کو پہلے نوٹ پر ناپسندیدگی کے خطوط لکھے ہیں۔ تاہم پہلے نوٹ کی طرح یہ دوسرا نوٹ بھی اچھی خاصی محققانہ باتوں پر مشتمل ہے۔ اسلئے احباب جماعت کی دلچسپی و آگاہی کے لئے اُسے بھی بجنسہٖ ذیل میں درج کیا جاتا ہے:-

احمدی جماعت

اگست کی اشاعت میں "احمدی جماعت" کے متعلق میں نے جو کچھ لکھا تھا۔ اُسے بعض نے پسند کیا بعض نے ناپسند۔ پسند کرنے والوں کا ذکر نہیں۔ لیکن جنہوں نے ناپسند کیا اُن کا شکرگذار ہوں کیونکہ اس سلسلہ میں بعض ایسی باتیں میرے سامنے آگئیں جن پر شاید میں گفتگو نہ کرتا اگر وہ معرضِ بحث قرار نہ پاتیں۔ حالانکہ ان پر گفتگو کرنا کم ضروری نہ تھا۔ جب سوادِ اعظم کی طرف سے کسی جماعت کی مخالفت کی جاتی ہے تو سب سے پہلا اعتراض اس کے معتقدات پر کیا جاتا ہے چنانچہ احمدی جماعت کے خلاف جو تحریریں مجھے ملی ہیں ان میں بھی احمدی جماعت کے معتقدات ہی کو سامنے رکھا گیا ہے۔

یقیناً یہ بحث ایسی نہیں کہ اس کو نظرانداز کر دیا جائے۔ لیکن اس سلسلہ میں کسی مخصوص جماعت کے معتقدات پر گفتگو کرنے سے پہلے ضروری ہے کہ "نفسِ اعتقاد" کی حقیقت اور غایت دونوں کو سمجھ لیا جائے۔ ہوسکتا ہے کہ بعض ایسی باتیں جنکو ہم مذہب کی بنیاد سمجھتے ہیں محض فروع ہوں اور جن کو فروع جانتے ہوں وہی اساس و بنیاد ہوں۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ احمدی جماعت کے مخالفین اسی چیز کو نظرانداز کر جاتے ہیں۔

اس وقت زیادہ تفصیل کا موقع نہیں لیکن مختصراً یہ ظاہر کر دینا ضروری ہے کہ معتقدات کے دو حصے ہوا کرتے ہیں۔ ایک وہ جن کا طبعاً ماننا ضروری ہے۔ اور دوسرے وہ جن کو ضرورتاً مان لینا چاہیئے خواہ عقل انہیں باور کرے یا نہ کرے اور ان دونوں کی صحت کا معیار بالکل جُدا جُدا ہے۔ اس کا معیار یہ ہے کہ "نہ مانیں تو کیا کریں" اور اس کا یہ کہ "نہ مانیں تو کچھ نہ کرسکیں" اور انسانی زندگی پر یہ دونوں باتیں دو بالکل مختلف زاویوں سے اثرانداز ہوتی ہیں۔

پھر اگر اس سلسلہ میں اس حقیقت کو بھی سامنے رکھا جائے کہ ہمارے معتقدات چاہے خواب ہوں یا کچھ اور لیکن حیاتِ انسانی یقیناً خواب نہیں ہے زندگی اور نہ زندگی کا تصورِ محض۔ ان دونوں میں بڑا فرق ہے۔ اور جو لوگ اس فرق کو محسوس نہیں کرتے اور پھر بھی اپنے آپ کو زندہ سمجھتے ہیں ان کے متعلق اس کے سوا اور کیا کہا سکتا ہے کہ:-

ہیں خواب میں ہنوز جو جاگے ہیں خواب میں

اس بنیادی اجمال کی فروعی تفصیل بہت زیادہ ہے۔ اور میں کوشش کروں گا کہ احمدی جماعت کے باب میں آئندہ اسی تفصیل سے کام لیکر اپنے صحیح تاثرات پیش کرسکوں۔"

("نگار" لکھنؤ ستمبر ۱۹۵۹ء ملاحظات صفحہ ۴ و ۵)

بقیہ: تب دہ خیالات کو سینے سے بھی انکار کر دیا۔ اللہ تعالیٰ اسے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل سے ان علماء کی اور ان پر اعتماد کرنے والوں کی آنکھیں کھولے۔ نوٹ:- دوران گفتگو میں امارت شرعیہ کے موضوع پر بھی کچھ باتیں ہوئیں۔ وہ چونکہ الگ مستقل [illegible]

جماعت اسلامی کی طرف سے

آچاریہ ونوبا بھاوے کو قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت

(۲)

گذشتہ سے پیوستہ اشاعت میں جماعت اسلامی کی طرف سے آچاریہ ونوبا بھاوے کو قرآن مجید پڑھنے کی ممانعت کے بارہ میں ٹائمز آف انڈیا کی خبر، اس پر بعض اخبارات کے تبصرے اور جماعت اسلامی کے آرگن دعوت دہلی کی صفائی کا بیان ہدیہ ناظرین کئے جا چکے ہیں۔ اس اثنا میں ونوبا جی سے جماعت اسلامی کشمیر کے وفد کی ملاقات کی تفصیلی رپورٹ اخبار دعوت بابت ۲۸ اگست ۱۹۵۹ء میں شائع ہوئی ہے جسے وفد کے لیڈر سید علی گیلانی نے مرتب کیا۔ اسلئے قسط ہذا کا بیشتر حصہ اسی حوالہ پر مشتمل ہے۔ اور تفصیلی رپورٹ سے نہ صرف یہ کہ ٹائمز آف انڈیا کی خبر کی تصدیق ہوتی ہے بلکہ جماعت اسلامی کا غیر اسلامی کردار زیادہ کھل کر سامنے آجاتا ہے۔ آخر میں اسی خبر سے متعلق اخبار ریاست کا ایک تازہ نوٹ مطبوعہ ۴ ستمبر اگست بھی ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے:۔

مورخہ ۲۱ر جولائی بمقام سوپور (کشمیر) پانچ افراد پر مشتمل جماعت اسلامی کا وفد بوقت ۲½ بجے ونوبا جی سے ملا۔ جس کی رپورٹ وفد کے لیڈر سید علی گیلانی صاحب نے مکالمہ کی صورت میں مرتب کی۔ اس کے متعلق گیلانی صاحب نے لکھا ہے کہ

"اس ملاقات کا مفہوم ذیل میں دیا جاتا ہے الفاظ کے استعمال میں فرق ہو۔ لیکن مفہوم من و عن پیش کیا گیا"

یاد رہے مرتبہ شدہ مکالمہ میں حکیم صاحب اور میر صاحب اراکین وفد کے القاب ہیں ــــ" وفد کے لیڈر ملاقات کے ذکر میں لکھتے ہیں:۔

"۲½ بجے ہم ہال میں داخل ہوئے ...... وفد کی طرف سے نمائندگی کے حقوق مجھے تفویض ہوئے تھے۔ بھاوے جی ایک بڑے تکیہ کے ساتھ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے۔ سامنے ایک تختہ پر دو جلد کتابیں رکھی تھیں۔ جن کے متعلق معلوم ہوا کہ ایک قرآن شریف مع انگریزی ترجمہ ہے اور بائیں طرف ان کی پارٹی کے کچھ حضرات اور حاضرات تشریف فرما تھیں"

(بھاوے جی سے) ہم جماعت اسلامی حلقہ سوپور کی طرف سے آپ سے ملنے آئے ہیں۔

میں۔ اس سے قبل آپ کو تحریک اسلامی کا تعارف ہے؟ آپ ہمیں مطلع فرما سکتے ہیں؟

بھاوے جی:۔ (عینک صاف کرتے ہوئے) ہاں کسی سے کبھی کچھ سنا یا تھا مگر آپ سے تفصیلی تعارف چاہتا ہوں۔ First hand information ملے گی۔ دوسروں سے Second hand information ملے گی۔

میں:۔ تحریک اسلامی کوئی نئی تحریک نہیں در اصل اس کی ابتدا اس وقت سے ہوئی ہے جب سے اس دنیا میں سب سے پہلا انسان حضرت آدمؑ پیدا کیا گیا ہے۔ آدم کا پیدا کرنے والا خالق اور مالک ایک اللہ ہے۔ اس نے جس طرح ان کے لئے بیشمار نعمتیں آفتاب۔ ماہتاب، آسمان، زمین پانی وغیرہ پیدا کیا تھا اسی طرح انسان کو زندگی گذارنے کے لئے ہدایت نامہ اور قانون حیات بھی بھیجدیا ......

... ہدایت کا یہ سلسلہ جاری رہا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے حضرت محمد رسول اللہ صلعم کو بحیثیت پیغمبر مبعوث فرما کر ان کے ذریعہ القرآن انسان کے پاس بھیجا۔ حضرت محمدؐ آخری پیغمبر کی حیثیت سے بھیجے گئے۔ اور القرآن آخری قانون زندگی کی حیثیت سے انسان کے پاس بھیج دیا گیا۔ قیامت کے لئے ان دونوں چیزوں کو آخری گردانا گیا ہے۔ اس تحریک کی بنیاد کسی خاص فرقہ، نسل اور گروہ پر منحصر نہیں۔ بلکہ اس کے قانون میں یہ مستقل دفعہ موجود ہے۔ یا ایھا الناس انا خلقناکم من ذکر و انثیٰ۔

بھاوے جی:۔ آپ مسلمان بنانے کے لئے مجھ میں کونسی تبدیلیاں لانا چاہتے ہیں۔ میری زندگی اور میرا طریقہ آپ کے سامنے ہے۔ یہ چھپا ہوا نہیں ہے اس میں آپ کیا اصلاح کرنا چاہتے ہیں؟

میں:۔ سب سے پہلے آپ کو اللہ تعالےٰ کے وجود پر اس حیثیت سے ایمان لانا ہوگا کہ اقتدار میں لاشریک ہے۔ اللہ حاکمیت میں لاشریک ہے۔ اللہ قانون سازی میں لاشریک ہے۔ اس کے بعد دوسرے قدم پر آپ کو قرآن بحیثیت دستور زندگی ماننا ہوگا۔ اور تیسرے قدم پر حضرت محمد[۱] رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نبی آخر الزمان تسلیم کرنا ہوگا۔

بھاوے جی:۔ میں قرآن پر بھی، ویدوں پر بھی اور انجیل پر بھی ایمان رکھتا ہوں۔

میں:۔ قرآن پر آپ کو آخری کتاب کی حیثیت سے ایمان لانا ہوگا۔ اور اس کے لانے والے پیغمبر کو آپ کو آخری پیغمبر ماننا پڑے گا۔

بھاوے جی:۔ میں حضرت محمدؐ کو آخری پیغمبر تسلیم نہیں کرتا ہوں۔ اس طرح اللہ کے اقتدار پر ضرب[۲] آتی ہے نہ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی پیغمبر آئے گا۔ اور نہ میں یقین کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ کوئی پیغمبر نہیں آئے گا۔

میں:۔ یہ عقیدہ قرآن کی مجموعی تعلیم کے خلاف[۳] ہے۔ اور ایسا عقیدہ رکھتے ہوئے قرآن کو اس کے سیاق و سباق سے کاٹ کر اپنے گھڑے ہوئے مزعومات کو حق ثابت کرنے کے لئے بطور دلیل پیش کرنا کھلا ہوا نفاق ہے[۴]۔

بھاوے جی۔ (مسکرا کر) میں اس کلام میں ادب نہیں دیکھتا ہوں[۵]۔

میں۔ ایک طرف آپ قرآن لانے والے کو وہ حیثیت نہیں دیتے ہیں جو خود قرآن اسے دے رہا ہے۔ اور دوسری طرف آپ قرآن کو استعمال کرتے ہیں؟

قرآن کہتا ہے ولکل قوم ھاد۔ ہر قوم کے لئے ہم نے ایک ہادی بھیجا ہے۔ اگر دس آدمی ایک بات کا اقرار کرتے ہیں (بھاوے جی درمیان میں اس طرح بات بھی ہو جاتی ہے) تو لازماً جملہ افراد کی سچائی کا اقرار کرنا پڑتا ہے۔ اگر ان میں سے کسی کا انکار کریں تو وہ سب کا انکار ہے۔

بھاوے جی۔ میں کسی کا انکار نہیں کرتا۔ ہاں لیکن محمد رسول اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین نہیں مانتا ہوں۔ اگر یہ کفر ہے تو میں اپنے کو کافر ہونے کا اقرار کرتا ہوں۔

میں۔ اس حیثیت سے آپ کو قرآن بطور دلیل پیش کرنے کا حق نہیں رہتا ہے۔

بھاوے جی۔ یہ آپ کی Interpretation (توضیح) ہے۔ آپ کی Interpretation ماننے سے کفر لازم نہیں آتا ہے[۶]۔

میں۔ قرآن کے سوا نہ ہماری Interpretation معتبر سمجھی جائے گی۔ اور نہ آپ کی۔ قرآن کے سوا اس کے لانے والے یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توضیح ہی معتبر اور قابل تسلیم سمجھی جائے گی[۷]۔

بھاوے جی۔ بعض اس کی توضیح اس طرح کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ خاتمانہ مقام رکھتے ہیں۔ نبوت کے سلسلے کو ختم کرنے والے نہیں ہیں[۸]۔

میر صاحب:۔ یہ قادیانیوں (مرزائیوں) کا نظریہ ہے۔ اور یہ نظریہ بھی بجائے خود قرآن کی مجموعی تعلیم کے خلاف ہے۔

میں۔ قرآن کی تعلیم کے ساتھ ساتھ رسول حضرت محمدؐ کی تعلیم بھی لازماً ماننا پڑے گی۔ اور ان کی تعلیم سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ وہ نبوت کے سلسلے کو ختم فرمانے والے تھے۔

بھاوے جی۔ یہ ایک بحث طلب امر ہے اور اس کے لئے کافی وقت درکار ہے اس وقت دوسرے ملنے والے انتظار کر رہے ہیں۔ آپ میرے ساتھ پدیاترا کریں۔ اور مجھے تفصیل کے ساتھ سمجھائیں۔ آپ جوان ہیں اور میں چونسٹھ سال کا بوڑھا ہوں۔

میں۔ ہم ابھی حال میں آپ کے ساتھ نہیں چل سکتے

---

[۱] نقل مطابق اصل (بدر)

[۲] یہ وہ سیدھا سادہ مگر زبردست سوال ہے جو ان مسلمانوں کے عقیدہ کی روشنی میں پیدا ہوتا ہے جو بغیر کسی محکم اور واضح ثبوت کے محض گوشت پوست کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باب نبوت کو قطعی طور پر بند قرار دیتے ہیں حالانکہ ایک طرح سے اس دروازہ کے کھلا رہنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی عزت افزائی ہے جس سے یہ لوگ غافل پڑے ہیں (بدر)

[۳] صحیح اسلامی تعلیم کی روشنی میں اگر وفد کو تبلیغ حق کا ذرہ بھی سلیقہ ہوتا تو بجائے ایسی بات کو لب پر لانے کے کم سے کم اپنے نقطۂ نگاہ کو تو مناسب طریق سے بادلائل ذہن نشین کرتا!! (بدر)

[۴] ذرا ایک غیر مسلم کے سیدھے ہوئے کلام کا ان نام نہاد اسلام کے نمائندگان کے طرز کلام سے مقابلہ کیجئے ــــ یہ لوگ جو قرآن کی طرف دعوت دینے کے حق کو صرف اپنے لئے ہی محفوظ کرنیکے مدعی ہیں ان کے لئے اسی میں مذکور ارشاد خداوندی فقولا لہ قولا لینا لعلہ یتذکر او یخشیٰ پر عمل کرنے کا اور کونسا وقت تھا؟ (بدر)

[۵] بھاوے جی کا جواب بالکل درست اور بجا تھا!! (بدر)

[۶] مگر جماعت اسلامی یا ان کے ہم خیال علماء کی توضیح پر بھی تو یہی اعتراض وارد ہوتا ہے کیونکہ ایسا ضابطہ نہیں تو کوئی قطعی ثبوت اپنے ساتھ نہیں رکھتا جبکہ جماعت احمدیہ کے حامی بادلائل اسکی تردید کرتے ہیں!! (بدر)

[۷] اللہ اکبر! بھاوے جی نے کیا عمدگی سے خاتم النبیین کے اصل مفہوم کو بیان کر دیا۔ اور ساتھ ہی نام نہاد علماء کے خیال کی بھی تردید کر دی۔ افسوس کہ خاتم النبیین کے معنی کی تعیین میں ایک غیر مسلم تو اصل و نیز واقعی نکتہ کو سمجھ گیا مگر یہ لوگ اپنی ضد پر بدستور قائم ہیں!! (بدر)

[۸] تبلیغ حق کا کیا عمدہ موقع ہاتھ آیا تھا ــــ افسوس کہ اسلام کے ان نام نہاد نمائندوں نے محض تن آسانی کے خوگر ہونے کے باعث اسی ....

ہیں۔ آپ نیم برہنہ پھر رہے ہیں! اور ان مستورات کو بے پردہ ساتھ لئے پھرتے ہیں۔ اسلام اس طرح چلنے کی اجازت نہیں دیتا۔ آپ نے اپنی عمر کے اتنے سال گذارے اور اس بات کو سمجھنے کی کوشش نہ فرمائی۔ اس لئے جب تک آپ اس چیز کو اچھی طرح نہ سمجھیں گے۔ اس وقت تک آپ قرآن کو بطور دلیل استعمال کرنا چھوڑ دیں۔

میر صاحب۔ آپ خود فرماتے ہیں کہ میں دلوں کو جوڑنے آیا ہوں۔ آپ کے اس رویہ سے ہمارے دل دکھی ہو جاتے ہیں ۱۵

بھاوے جی۔ میں لوگوں سے زمین حاصل کرنے کے لئے قرآن پیش کرتا ہوں۔ کیونکہ قرآن کہتا ہے و مما رزقنٰھم ینفقون۔

میں۔ قرآن اپنے اصولوں کے مطابق ایک عمارت کھڑی کرتا ہے۔ زمین کا مسئلہ اس عمارت میں ایک کھڑکی کی حیثیت رکھتا ہے آپ اس عمارت کو تو تعمیر نہیں کرتے البتہ اس کھڑکی کو ہوا میں کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ یہ ایک طرف کھلی خیانت اور بددیانتی ہے اور دوسری طرف غیر عکیمانہ فعل بھی ۱۶

بھاوے جی۔ آپ مجھے جبراً مسلمان بنانا چاہتے ہیں؟ ۱۷ (رحم سب بیک زبان لا اکراہ فی الدین دین کے معاملے میں جبر نہیں ہے)

بھاوے جی۔ میں آج تک ایسا ہی کرتا آیا ہوں اور مجھے کئی مسلمانوں نے کہا کہ تم بہت اچھا کر رہے ہو۔ بلکہ ۱۸

---

۱۴ بہت خوب جماعت اسلامی کے مجاہدین کو جیسے چھیڑنے کا بہانہ بھی تو اچھا ہاتھ آیا۔ شاید اسی بناء پر اس وقت یہ "جماعت" یورپ۔ امریکہ افریقہ وغیرہ ممالک میں تبلیغ اسلام کی ضرورت محسوس نہیں کرتی۔ ان کو اس وقت کی انتظار میں ہے کہ جب اسلامی تعلیم کے مطابق ان ممالک میں بسنے والی عورتیں نامحرموں سے پردہ کرنے لگیں گی اور ان کے مردان کی اہمیت کو سمجھ جائیں گے تب جماعت اسلامی کے مبلغ وہاں بھی پہنچ جائیں گے (اناللہ وانا الیہ راجعون) (بدر)

۱۵ جماعت اسلامی کے نمائندگان کو اپنے دل دکھنے کا خیال تو آگیا مگر اس بات کو نہ سوچا کہ ان کے مخاطب کے پہلو میں بھی ایسا ہی حساس دل ہے جس کو ان کی غیر مہذب طرز کلام اذیت پہنچاتی ہے حتیٰ کہ انکے مخاطب نے مناسب طریق پر انہیں اس پر متنبہ بھی کر دیا! (بدر)

۱۶ پھر اسی غیر مہذبانہ غیر اسلامی طرز کلام کا مظاہرہ!! اعوذ۔ ہی فرمایئے آپ کے مخاطب کو اس طریق سے پیش کردہ "اسلام" سے محبت پیدا ہوگی یا نفرت؟ کیا یہی اسوۂ نبوی ہے (اناللہ وانا الیہ راجعون) (بدر)

۱۷ بھاوے جی نے بھی اسلام کے ان نام نہاد نمائندگان کی تبلیغ کا کیا خوب علاج نکالا کہ ان نمائندگان کی ڈھٹائی دیکھئے کہ اسکے جواب میں کسی شریعت سے آیت قرآنی کی تلاوت کرتے ہیں مگر بالکل اسی صورت میں جو صادق و مصدوق نے فرمایا یقرءون القرآن لا یجاوز تراقیھم یعنی یہ قرآن کو پڑھیں گے تو سہی لیکن انکے دل اس کیلئے کوئی جگہ نہ ہوگی۔ اسی لئے ان کا عمل اس کی تعلیم کے برعکس ہوگا!! (بدر)

۱۸ میری تحریک پر زمین خیرات دیدی۔ ان کی تحریریں میرے پاس موجود ہے (رخبر یوں کی طرف ہاتھ بڑھا کر) اب میں اپنی تحریک کے لئے قرآن کو حوالہ پیش نہیں کروں گا۔

. . . .

بھاوے جی:۔ آپ کی تعداد کتنی ہے؟

میں۔ یوں تو تقریباً ساری ریاست جموں و کشمیر اس تحریک سے متعارف ہے۔ مگر اس کے کارکن جن کو ہم تحریک کی اصطلاح میں رکن کہتے ہیں تین سو کے قریب ہیں۔ میر صاحب نے بھاوے جی کی خدمت میں دو کتابیں (۱) جماعت اسلامی کی دعوت (۲) سلامتی کا راستہ" پیش کیں۔

بھاوے جی:۔ کتابیں ہاتھ میں لے کر نام پڑھتے ہیں "میری نظر اب کمزور ہو چکی ہے شاید نہیں پڑھ سکوں گا"۔

میر صاحب:۔ آپ کے ہمراہ بہت سے لوگ ہیں کوئی پڑھ کر آپ کو سنا دیگا۔ . . . .

ردِ عمل

دن کے پانچ بجے بھاوے جی کو عام خطاب فرمانا تھا چنانچہ ہم بھی خصوصی طور پر شریک ہوئے۔ اس موقعہ پر جو ہمارے مذاکرات کا ردِ عمل تھا۔ اس کو بھاوے جی نے اپنے مخصوص لہجہ میں یوں ظاہر فرمایا:۔

"آج دن بھر ملنے والوں سے باتیں ہوئیں۔ میں نے سنا زیادہ اور بولا کم۔ کیونکہ اللہ میاں نے سننے کے لئے دو کان اور بولنے کے لئے ایک زبان دی ہے۔ ملنے والوں میں کچھ بھائی آئے جنہوں نے بغیر کسی جھجک کے اپنے دل کی بات میرے سامنے رکھی۔ میں بہت خوش ہوا کہ انہوں نے بغیر کسی خوف اور ڈر کے اپنی بات کہہ دی۔ اگرچہ اس میں تیزی تھی۔ دل میں جوش ہونا چاہیئے اور دماغ میں ہوش۔ اگر دماغ میں جوش آگیا تو پھر بات خراب ہو جاتی ہے پھر بھی میں بہت خوش ہوں۔

*

* تم پر دو سیلاب آئے ایک پانی کا اور دوسرا میرا روحانی سیلاب۔ اس پر میں تمہیں قرآن پیش کرتا۔ مگر ان سے ملنے والے بھائیوں نے مجھے قرآن بطور دلیل پیش کرنے سے روکا ہے۔ اس لئے اب میں قرآن کو بطور دلیل پیش نہیں کروں گا تمہیں ایک سیلاب کا مقابلہ کرنا ہوگا اور میرے روحانی سیلاب کو قبول کرنا ہوگا۔

الفاظ کے لحاظ سے بھاوے جی کے فرمائے ہوئے الفاظ اور ان میں ضرور فرق ہوگا مگر مطلب کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں ہے۔"

(سہ روزہ دعوت دہلی ۲۸؍۸؍۵۹)

منقولات

قرآن کی تلاوت اور غیر مسلم

مندرجہ بالا عنوان سے اخبار ریاست دھلی بابت ۲۴ر اگست میں حسب ذیل نوٹ شائع ہوا ہے:۔

"پچھلے دنوں کشمیر کے چند پرو پاکستانی اور متعصب مسلمانوں نے مہاتما ونوبا بھاوے سے کہا تھا کہ اگر وہ قرآن کی تعلیم پر پورے طور سے عامل نہیں ہیں تو آپ کو قرآن کی تلاوت نہ کرنی چاہیئے۔ . . . .

. . . . آپ نے ان متعصب کشمیری مسلمانوں کے اعتراض پر قرآن کی تلاوت بند کر دی اور کشمیر کے ان متعصب اور احمق پرو پاکستانی مذہبی مجاوروں کی اس مذہبی شرانگیزی کے خلاف "ریاست" میں بھی ایک نوٹ لکھا گیا۔ اس سلسلہ میں کراچی کے رسالہ "نظام المشائخ" کے ایڈیٹر واحدی صاحب (جو نہ صرف اسلامی لٹریچر پر ایک اتھارٹی ہیں بلکہ آپ نے رسول اللہؐ کی زندگی اور اسلامی تعلیمات پر کئی کتابیں بھی لکھی ہیں) کا ایک خط دفتر "ریاست" میں پہنچا ہے۔ جس میں آپ لکھتے ہیں:۔

"ریاست" مورخہ ۱۰ر اگست ۱۹۵۹ء میں آپ نے "قرآن کی تلاوت اور اس پر عمل" کے عنوان سے نوٹ لکھا ہے۔ وہ واقعہ کہیں اور بھی نظر سے گذرا تھا۔ لیکن یقین نہیں آیا تھا۔ اب آپ کے لکھنے کے بعد ہی اسے قابل توجہ سمجھتا ہوں، اور ایک واقعہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے کا ملاحظہ کے لئے بھیجتا ہوں۔ واقعہ سیرۃ النبی مصنفہ علامہ شبلی نعمانی اور میری کتاب حیات سرور کائنات میں موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات سے سال سوا سال قبل ایسے لوگوں کا وفد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا جو اسلام کے سخت مخالف تھے۔ اور جن کا سردار عبد یالیل اسلام کی ابتداء کے وقت اپنے ساتھیوں سے بدتر ہو کر حضورؐ کو پریشان کر چکا تھا۔ وفد مدینہ پہنچا تو مغیرہ بن شعبہؓ (صحابی) نے حضورؐ سے درخواست کی کہ ان لوگوں سے میری رشتہ داری ہے انہیں میں اپنا مہمان بنا لوں تو آپ برا تو نہیں مانیں گے حضورؐ نے فرمایا۔ اپنی قوم کی خاطر تواضع سے میں تمہیں نہیں روکتا۔ لیکن انہیں ایسی جگہ ٹھہرانا جہاں اُن کے کانوں میں قرآن کی آواز جائے۔ چنانچہ اُن کے خیمے مسجد میں نصب کئے گئے۔

حضرت عمر فاروقؓ قرآن سن کر ہی مسلمان ہوئے تھے۔ جب وہ گھر سے چلے ہیں تو ان کا ارادہ حضورؐ کو شہید کر دینے کا تھا۔ راستے میں بہن اور بہنوئی کے متعلق خبر ملی۔ کہ دونوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ سوچا کہ پہلے اُن کا خاتمہ کیوں نہ کر دوں۔ گھر میں گھسے تو دونوں کو قرآن پڑھتا پایا۔ حضرت عمرؓ نے بہنوئی کو مارنا شروع کیا۔ بہن بولیں۔ جان سے مار ڈالو۔ ہم اسلام ترک نہیں کریں گے۔ حضرت عمرؓ نے کہا جس کلام نے اسلام کا اتنا فریفتہ بنایا ہے اُسے ذرا میں بھی سنوں۔ بہن نے کچھ آیتیں تلاوت کیں۔ حضرت عمرؓ نے تلوار میان میں کر لی اور حضورؐ کے پاس جا کر عرض کیا کہ مجھے مسلمان کر لیجئے۔

میری عقل کام نہیں کرتی کہ جمعیت اسلامی سوپور (کشمیر) نے کس بناء پر مہاتما ونوبا بھاوے کو قرآن خوانی سے منع کیا۔ غلط فہمی تو نہیں ہے۔

اسلام کی ابتداء کے وقت مکہ کے مخالف ضرور کانوں میں روئی ٹھونسے رکھتے تھے تاکہ قرآن کی آواز کانوں میں نہ پڑے۔ لیکن مسلمانوں نے کبھی غیر مسلموں کو قرآن پڑھنے یا سننے سے نہیں روکا۔

غیر مسلموں کے ساتھ قرآن کے مطابق عمل پیرا ہونے کی شرط نہایت عجیب ہے قرآن کے مطابق عمل کرنا صرف مسلمانوں کا فرض ہے کاش مسلمان عمل کرتے رہتے"۔

ہمارے خیال میں واحدی صاحب کو ان مذہبی مجاوروں کے اس سلوک کی شکایت نہ کرنی چاہیئے جو انہوں نے ہندوستان کی ایک مقدس ترین شخصیت مہاتما ونوبا بھاوے کے ساتھ کیا اور اسلامی شعائر غلط طور پر پیش کرتے ہوئے اسلامی تبلیغ کو نقصان بھی پہنچایا۔ کیونکہ مذہبی مجاوروں کا یہ حلقہ تو زندگی بھر ہی مذہبی شرانگیزیاں کرتا رہا۔ ان سے کسی بھی نیکی کی توقع نہیں کی جا سکتی اور اسلام کو جتنا نقصان اس حلقہ نے پہنچایا اُتنا نقصان اس کو اسلام کے دشمن بھی نہ پہنچا سکے۔ اور یہی کیفیت دوسرے مذہب کے مجاوروں کی ہے۔ (ریاست دہلی ۲۴؍۸؍۵۹)

اخبار دعوت دہلی کی طرف سے صفائی

جماعت اسلامی کے کشمیری وفد نے جس بناء پر ونوبا جی کو تلاوت قرآن کریم سے منع کیا اس پر بھودان تحریک کے آرگن نے بھی تنقید کی۔ اس پر اخبار دعوت دہلی نے بعنوان "بھاوے جی اور تفسیر قرآن" جو صفائی پیش کی ہے وہ بھی ملاحظہ ہو:۔

اچاریہ بھاوے کی بھودان تحریک کے ترجمان نے اپنی تازہ اشاعت میں جماعت اسلامی کشمیر کے اس اصرار پر تنقید کی ہے جو اچاریہ بھاوے سے انہوں نے ان لفظوں میں کیا تھا کہ "جس چیز کو آپ بحیثیت کل تسلیم نہیں کرتے اس کو اپنے مخصوص نظریات کے لئے بطور دلیل استعمال نہ کریں"۔

معاصر مذکور نے لکھا ہے کہ اگر ایک غیر مسلم قرآن کی دلیل استعمال نہیں کر سکتا تو ایک مسلمان کو بھی یہ حق حاصل نہیں ہو سکتا کہ وہ دوسرے مذاہب کے معتقدات کو جو ظاہر ہے غلط ہوتا ہے اپنی بحث میں لائے۔ اسی کے ساتھ معاصر نے یہ شکایت

بھی کی ہے کہ "جماعت اسلامی کو اس بات کی قدر کرنی چاہیئے کہ وہ مادی قدروں کی بجائے روحانی اور اخلاقی اقدار کے قیام کا ماحول بنا رہے ہیں"۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اس مباحثہ میں جو اخباروں میں چل پڑا ہے۔ بہت بڑا دخل غلط فہمیوں کو ہے۔ ہم نے جب اکسے پہلے بھی عرض کیا تھا اس بات کو ایک مثال سے یوں سمجھیئے کہ کسی قانون کی تشریح اور تفسیر و تعبیر کا حق اسی شخص کو دیا جاتا ہے جس کی نظر اس قانون پر بہت گہری ہو اور جس نے اس قانون کا مکمل مطالعہ کیا ہو۔ اجارہ بھادے تو غیر مسلم ہیں۔ ہمارے یہاں تو ان مسلمانوں کو بھی جن کا قرآن کا مطالعہ ناقص یا غیر مکمل ہو اس کی تفسیر و تعبیر کا حق نہیں دیا جاتا۔ اگر کشمیری وفد نے کھادے جی کو تفسیر سے منع کیا تو اس پر برا ماننے سے زیادہ خوش ہونے کی بات تھی کہ انہیں ایک ناقص مطالعہ کی بنا پر ناقص تشریح سے روک دیا گیا ہے۔ کیونکہ اس کا نتیجہ یہی نکلتا کہ اچاریہ کھادے جیسی شخصیت کی صلاحیتیں غلط جگہ استعمال ہونے لگتیں۔ ویسے جہاں تک معاصر مذکور کے اس توقع کا تعلق ہے کہ ونوبا جی کی کوششوں کو سراہنا ضروری ہے تو ہم یہ یقین دلاتے ہیں کہ نہ صرف بھادے جی بلکہ جو شخص یا جو تحریک بھی مادی اقدار کی بجائے روحانی اور اخلاقی اقدار کو پھیلا رہا ہے ہم ان کوششوں میں ان کے ساتھی ہیں۔ البتہ اس بات کا حق ضرور اپنے لئے محفوظ رکھنا چاہتے ہیں کہ کہیں روحانیت اور اخلاقیات کے مالکین کی سادہ لوحی کی بنا پر ان اقدار کو غالب کرنے کی بجائے ہوش مند لوگ انہیں اپنا خادم نہ بنا لیں۔

تصحیح

اخبار بدر مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۵۹ء میں جو تقرر عہدیداران جماعتہائے احمدیہ ہندوستان شائع ہوئے ہیں اس میں جماعت احمدیہ کنانور کے این حامد صاحب ابن عبدالرحیم صاحب اور کے بی محی الدین صاحب کی مشروط منظوری چھ ماہ ہے باقی بقیہ چار عہدیداران ۴/۶۲-۳۰ تک منظور کئے گئے ہیں۔

جماعت احمدیہ شوپیاں کے ماسٹر محمد یاسین صاحب این پی اور جماعت احمدیہ لمبدا واکشمیر کے تمام عہدیداران کی مشروط منظوری چھ ماہ ہے اسی طرح جماعت سے خواجہ محمد عبداللہ صاحب اور خواجہ ماسٹر عبدالرزاق صاحب منظور شدہ ہیں۔ جماعت احمدیہ ٹاہچی کے ہر سہ عہدیداران کی مشروط منظوری چھ ماہ ہے۔ جماعت احمدیہ سانڈھن کے ہر سہ عہدیداران کی بھی مشروط منظوری چھ ماہ ہے۔ جماعت احمدیہ نرگاڈس (راڈیسہ) کے ہر سہ عہدیداران کی بھی مشروط منظوری چھ ماہ ہے۔ (ناظر اعلیٰ قادیان)

قابل تقلید مثال

گزشتہ دنوں جب ہمارے انسپکٹر بیت المال مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل مکرم سیٹھ یوسف احمد الہ دین صاحب سیکرٹری مال اور مکرم حکیم محمد الدین صاحب مبلغ انچارج حیدرآباد دکن کی معیت میں بصورت وفد جماعت احمدیہ سکندرآباد کے بقایادار احباب سے چندہ کی وصولی کیلئے گئے اور اسی سلسلہ میں جب مکرم غلام قادر صاحب شرق کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے اپنی بعض مجبوریوں کی وجہ سے سابقہ بقایا چند ماہ کے اندر اندر ادا کرنے کا وعدہ فرمایا لیکن جب اراکین وفد نے مرکز کی مالی مجبوریوں کو پیش کیا تو آنمکرم نے اپنا کیش بکس پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ اس وقت میرے گھر میں یہی نقد رقم ہے جو اس صندوقچی میں پڑی ہے۔ اور حقیقت میں پھر اسی رقم سے کھانے کا سامان بھی لانا ہے۔ مگر چونکہ مرکز اس وقت مالی مشکلات سے دوچار ہے اسلئے آپ اس میں سے ساری رقم نکال لیں۔ میرا خدا تعالیٰ حامی و ناصر ہے۔ وہ اپنے فضل سے میرے لئے دوسرے اسباب پیدا کر دے گا۔

خدا تعالیٰ کی قدرت ہے کہ صندوقچی میں اتنی ہی رقم نکلی جس قدر کہ شرق صاحب کے ذمہ بقایا تھی۔ صرف ایک روپیہ اور چند آنے صندوقچی میں باقی رہ گئے۔ چنانچہ اراکین وفد نے مکرم شرق صاحب کے اخلاص اور اس شاندار قابل تقلید نمونہ سے متاثر ہو کر انکے حق میں وہیں کھڑے کھڑے لمبی دعا کی۔

بظاہر یہ معمولی سی بات ہے مگر حقیقت میں اگر جماعت کے جملہ بقایادار احباب کے اندر ایسا ہی جذبہ پیدا ہو جائے کہ وہ اپنے اوپر تنگی وارد کر کے بھی خدا تعالیٰ اور اس کے رسول کے دین کی خاطر قربانی کریں گے تو چند ماہ میں مرکز کی مالی حالت بدل سکتی ہے کیونکہ ہر سال کئی ہزار روپیہ احباب کی عدم توجہی کی وجہ سے جماعتوں کے نام بقایا میں بڑھتا چلا جا رہا ہے میں دوستوں کے سامنے ایک مخلص احمدی دوست کا یہ قابل تقلید نمونہ پیش کرتے ہوئے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے اندر ایسا ہی دینی جذبہ پیدا کریں۔ کیونکہ کوئی شخص حقیقی نیکی حاصل نہیں کر سکتا۔ جبتک کہ وہ اپنے عزیز ترین متاع اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون یعنی تم ہرگز ہرگز نیکی حقیقی نیکی حاصل نہیں کر سکتے جبتک کہ اس چیز میں سے جو تمہیں بہت زیادہ محبت اور رغبت ہو۔ اور خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مکرم غلام قادر صاحب شرق کے مال میں غیر معمولی برکت نازل فرمائے اور انہیں اپنے فضلوں۔ رحمتوں۔ برکتوں اور ان تمام خوبیوں سے نوازے جو اسکی نظر میں محبوب ہیں۔ آمین۔ اور دوسرے تمام بقایادار احباب کو بھی ان کی تقلید کی توفیق اور سعادت عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

یاد رہے کہ شرق صاحب کے ذمہ بعض مجبوریوں کی وجہ سے تھوڑی سی رقم بقایا میں رہ گئی تھی۔ ورنہ شرق صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ پورے التزام کیساتھ ہر قسم کے چندوں کی ادائیگی میں شرح صدر سے بڑھ چڑھ کر [illegible]

نادہندافراد کے متعلق

سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا ارشاد

بعض جماعتوں کے عہدیداروں کی طرف سے وقتاً فوقتاً ایسی رپورٹیں آتی رہتی ہیں کہ ان کی جماعت کے نادہندگان کا بجٹ جماعت کے نام سے کاٹ دیا جائے۔ کیونکہ ایسے افراد سے وصولی بقایا کی امید نہیں۔ اور جماعت کے ذمہ ناقابل وصول بقایا اضافہ ہو رہا ہے۔ اور چند افراد کے باعث بقایادار ٹھہرتی ہے۔ اور اس وجہ سے عہدہ داروں کو بھی شرمندہ ہونا پڑتا ہے۔

مقامی عہدیداروں کا یہ استدلال بظاہر کافی وزنی معلوم ہوتا ہے۔ لیکن اگر غور کیا جائے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ نادہندوں کا معاملہ کلیتہً مقامی عہدیداروں پر چھوڑ دیا جائے۔ اور مرکز مقامی عہدیداروں کی کارکردگی کو مکمل اور انکی رائے کو آخری سمجھ کر ایسے معاملات کی چھان بین نہ کرے۔ اور نہ ہی کوئی دخل دے۔ اس موقف کو نظارت ہذا قابل تسلیم نہیں سمجھ سکتی۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔ کہ

"بیشک بجٹ طاقت کے مطابق ہونا چاہیئے۔ مگر کونسی طاقت؟ کیا آپ لوگ خدا تعالیٰ کو یہ کہہ سکتے ہیں۔ کہ چونکہ ہم میں سے پچاس فیصدی چندہ نہیں دیتے تھے۔ اسلئے ہم نے آمد و خرچ میں کمی کر دی۔ خدا تعالیٰ کہے گا۔ کہ کیا تم نے چندہ نہ دینے والوں سے چندہ لینے کی کوشش کی۔ اور اس کے لئے اپنی انتہائی کوشش صرف کر دی۔ اس کا آپ لوگوں کے پاس کیا جواب ہے۔ کیا کوئی جماعت [illegible] کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ لکھا ہے کہ جو شخص تین ماہ تک چندہ نہیں دیتا وہ میری جماعت سے خارج ہے اس کے مطابق اس نے چندہ نہ دینے والوں کا معاملہ پیش کیا [illegible] آسان ہیں لیکن کام کرنا مشکل ہے۔ آپ لوگوں نے طاقت استعمال ہی نہیں کی پھر آپ سے کس طرح کام بڑھ گیا؟ یہ ایک چیز تھی ہمارے پاس جس سے کام لیا جا سکتا تھا مگر اس سے کام نہیں لیا گیا۔ ایسے نادہند جماعتوں میں موجود ہیں۔ جنہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جماعت سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ لیکن تم لوگ ان سے تعلقات کی وجہ ان کے لحاظ کے باعث اور ان کی آنکھوں میں آنکھیں ملانے کی شرم سے انہیں اپنے ساتھ رکھتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو چندہ وصول کرنے میں ہم نے پوری کوشش کر لی ہے۔ اس بارہ میں تم غلطی پر ہو۔ اور یقیناً غلطی پر ہو۔ کوشش یہ ہے کہ ان نادہندوں کے پاس جاؤ۔ جو احمدی کہلا کر چندہ نہیں دیتے اور انہیں بتاؤ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ حکم ہے پھر اگر وہ کہیں کہ نہیں دیتے۔ تو ان کا معاملہ میرے سامنے پیش کرو۔ اس کے بعد خدا تعالیٰ جو علام الغیوب ہے۔ اس کے سامنے تم جواب دے سکتے ہو کہ ہم نے اپنی طرف سے کوشش کر لی۔ تم انسانوں کو دھوکہ دے سکتے ہو۔ مگر خدا تعالیٰ کو نہیں۔ اور ہمارا معاملہ انسانوں سے نہیں خدا تعالیٰ سے ہے۔ بیشک طاقت اور ہمت سے زائد بجٹ نہ ہو۔ اگر ہم طاقت سے زیادہ بوجھ ڈالتے ہیں۔ تو یہ خدا تعالیٰ کے منشاء کے خلاف ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ طاقت کے معنے کیا ہیں طاقت کے معنے خدا تعالیٰ کے نزدیک یہ نہیں کہ منہ سے کہہ دیا کہ ہم یہ کام نہیں کر سکتے تمام رقم سے چندہ وصول نہیں ہو سکتا۔"

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کا مندرجہ بالا ارشاد بالکل واضح ہے۔ اس کی موجودگی میں نظارت بیت المال یہ جرأت نہیں کر سکتی کہ کسی نادہند کا بجٹ مقامی جماعت کے بجٹ سے حذف کر دے اور نہ ہی اس بات کی توقع رکھتی ہے کہ کوئی مقامی عہدیدار حضور کے اس ارشاد کو پڑھنے کے بعد نظارت ہذا سے یہ امید رکھے گا۔ کہ ایک شخص جو احمدی کہلاتا ہے اس کا نام بجٹ سے کاٹ دیا جائے۔ اور مقامی جماعت کو اسکے چندہ وصول کرنے کی ذمہ داری سے سبکدوش کر دیا جائے جب تک کہ نظارت امور عامہ کے ذریعہ سے ایسے نادہند کا معاملہ حضور کی خدمت میں پیش کر کے یہ فیصلہ نہ ہو جائے۔ کہ فلاں شخص اب جماعت میں شامل نہیں۔

اس سلسلہ میں دوسری بات جو یاد رکھنے کے قابل ہے وہ یہ ہے کہ کسی شخص کو جماعت سے خارج کرنے کیلئے جہاں یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے۔ کہ وہ واقعی نادہند ہے وہاں اس سے زیادہ یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ جماعت کے مخلص اور ذمہ دار احباب نے اسے سمجھانے کیلئے ہر ممکن کوشش صرف کر دی ہے۔

پس ضرورت اس امر کی ہے کہ جماعتوں کے عہدیدار اپنے حلقہ کے بے شرح اور نادہند افراد کی تربیت و اصلاح کی فوری متوجہ ہوں۔ تا جماعت کمزور افراد سے بھائی بھی سلسلہ کی ضروریات کا احساس کر کے مالی قربانی کے میدان میں اپنا قدم آگے بڑھائیں۔ اور جو افراد باوجود پوری کوشش کے اپنی حالت پر مصر ہوں اور اصلاح کیطرف توجہ نہ کریں۔ انکا معاملہ بلا لحاظ اور خوف کے تفصیلی کوائف کے ساتھ مرکز میں پیش کر کے فرض شناسی کا ثبوت دیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب جماعت اور عہدیداروں کو اپنی ذمہ داریوں کا صحیح طور پر احساس کر کے انہیں عملی طور پر پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ناظر بیت المال قادیان

خبریں

ماسکو ۱۴ ستمبر۔ روسی سائنسدانوں نے آج ایک عظیم اور قابل فخر کارنامہ سرانجام دیاہے۔ کہ جب کہ روسی راکٹ ہندوستانی وقت کے مطابق آج رات ۲ ۱/۲ بجے چاند پر جا پہنچا۔ روس نے وہاں کچھ جھنڈے گاڑ دیئے ان جھنڈوں میں روس کا سرکاری نشان بھی شامل ہے۔ مشرق اور مغرب کے سائنسدانوں نے روسی سائنسدانوں کو اس کارروائی پر مبارکباد پیش کی ہے۔ روس کے اس راکٹ کو لیونک ۲ کا نام دیا گیاہے۔ اور یہ پہلا موقع ہے جبکہ زمین سے کوئی شئے چاند تک بھیجی گئی ہے۔ روسی سائنسدانوں نے راکٹ کے چاند پر پہنچنے کے لئے جو وقت مقرر کیا تھا۔ یہ اس سے صرف ایک دو منٹ بعد چاند سے ٹکرایا۔ روس کی مسلمہ کامیابی نے اُسے سائنس کی دنیا میں پیشرو کی پوزیشن عطا کر دی ہے۔ بیان کیا جاتاہے کہ جس وقت یہ راکٹ چاند سے ٹکرایا۔ اس سے سگنل آنے بند ہو گئے تھے۔ انگلینڈ میں جیشاد کے مقام پر جانڈ ل بنک کی رصدگاہ میں بھی اس راکٹ کے سگنل موصول ہو رہے تھے۔ اور ریڈیائی دوربین کے ذریعہ اس کی اُڑان کا مشاہدہ بھی کیا جارہا تھا اور جب سگنل آنے بند ہوئے۔ تو رصدگاہ کے ڈائرکٹر مسٹر لوول نے کہا راکٹ اب چاند سے جاٹکرایاہے۔ اُنہوں نے کہا۔ روس کی اس کامیابی نے اسے ساری دنیا میں سائنسی میدان کا رہنما بنا دیاہے۔

نئی دہلی ۱۴ ستمبر۔ آج جب وزیر اعظم پنڈت نہرو سے اُن کی افغانستان کی روانگی کے موقع پر روسی راکٹ کے چاند پر اُتارے جانے کی خبر پر تبصرہ کرنے کو کہا گیا۔ تو اُنہوں نے کہا۔ بلاشک یہ ایک بہت بڑی خبر ہے۔ مجھے امید ہے کہ چاند قائم رہے گا۔ پرانے جیوتش کی رو سے چاند تمام انسانوں کی قسمت پر اثر انداز ہوتا تھا۔ مگر اب حالات بالکل اُلٹے ہو گئے ہیں۔ اب بیچارے چاند کا پیچھا کیا جا رہا ہے۔

نئی دہلی ۱۴ ستمبر۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو افغانستان کے چار روزہ خیرسگالی دورہ کے لئے آج صبح کابل روانہ ہو گئے آپ افغانستان کا دورہ کرنے کے بعد ایران روانہ ہو جائیں گے۔ اور وہاں تین دن دورہ کرنے کے بعد ۲۲ ستمبر کو واپس دہلی پہنچ جائیں گے۔ شری نہرو پہلی بار ان دونوں ملکوں کے دورہ پر گئے ہیں۔

سری نگر ۱۳ ستمبر۔ بھارت اور کشمیر کا الحاق ہر پہلو سے مکمل کرنے کے سلسلہ ایک اور اہم قدم اُٹھایا گیاہے۔ اس اقدام کی توثیق آج جموں و کشمیر نیشنل کانفرنس کی جنرل کونسل کی میٹنگ میں کی گئی جنرل کونسل نے اپنی ورکنگ کمیٹی کی اس سفارش کی اتفاق رائے سے تائید کردی ہے۔ کہ مرکزی الیکشن کمیشن اور سپریم کورٹ کا دائرہ اختیار جموں و کشمیر تک بڑھایا جائے۔ جنرل کونسل نے بھی اس تجویز کی بھی حمایت کی ہے۔ کہ جموں و کشمیر ہائیکورٹ کے ججوں کا درجہ ملک کے دوسرے ججوں کے مساوی کر دیا جائے۔

پیکن ۱۳ ستمبر۔ پیکن ریڈیو نے ایک امریکی اخبار کے حوالہ سے یہ خبر نشر کی ہے کہ امریکہ نے بھارت اور پاکستان کے مشترکہ دفاع کی تجویز پیش کی ہے۔ جس پر دونوں ممالک کی رائے لی جائے گی۔

واشنگٹن ۱۳ ستمبر۔ روس کے وزیر اعظم مسٹر خروشچیف جب ۱۵ ستمبر کو یہاں آئیں گے تو اُن کی حفاظت کے لئے ۲۰ ہزار سکیورٹی افسروں کی فوج موجود ہوگی۔ مسٹر خروشچیف جس راستہ سے گذریں گے۔ وہاں چپے چپے پر حفاظتی پہرہ کا انتظام کیا جائے گا۔ مسٹر خروشچیف جن موٹر کاروں۔ ریل گاڑیوں۔ ہیلی کوپٹروں اور ہوائی جہازوں وغیرہ میں سفر کریں گے ان کی پوری طور پر تلاشی لی جائے گی۔ کم از کم ۲۰ آدمی سائے کی طرح ان کے ساتھ رہیں گے۔ ان کی اُنگلیاں کپڑوں میں چھپے ہوئے ہتھیاروں پر رہیں گی یہ محافظ غیر فوجی لباس میں نگرانی کریں گے۔ ان کے علاوہ چپے چپے پر باوردی پولیس بھی تعینات ہوگی۔ بہت سے سپاہی چھتوں پر اور دروازوں کے پیچھے خفیہ طور پر نگرانی کریں گے۔ مسٹر خروشچیف پہلے غیر ملکی مہمان ہیں۔ جن کی حفاظت کے لئے اس قدر وسیع انتظامات کئے گئے ہیں۔

ماسکو ۱۳ ستمبر۔ کل ماسکو میں بھارت اور روس کے درمیان ایک مالی معاہدہ پر دستخط کئے گئے ہیں جس کی رُو سے روس بھارت کو ڈیڑھ ارب روبلز بطور قرض دے گا۔ یہ روپیہ بھارت کے تیسرے پلان اور روس اور بھارت کے درمیان تجارت کو فروغ دینے میں خرچ کیا جائے گا۔ بھارت کی طرف سے بھارتی سفیر شری آر کے نہرو نے اس معاہدہ پر دستخط کئے۔

ٹریونڈرم۔ ۱۳ ستمبر۔ الیکشن کمشنر نے اعلان کیاہے۔ کہ کیرل میں نئے عام انتخابات آئندہ سال ماہ جنوری کے اختتام میں یا شروع ماہ فروری میں ہوں گے۔ اس سلسلہ میں جاری کئے گئے ایک پریس نوٹ میں کہا گیا ہے۔ کہ الیکشن کے سلسلہ میں تمام تیاریاں دسمبر تک مکمل ہو جائیں گی۔ اور یہ کوشش کی جارہی ہے کہ سارے صوبہ میں انتخابات ایک ہی دن میں مکمل کر لئے جائیں۔

رنگون ۱۳ ستمبر۔ برما پارلیمنٹ نے ایک بل پاس کیا ہے۔ جس کے مطابق برما پارلیمنٹ کے اپوزیشن لیڈر کو بھی ۲۴۰۰ روپیہ ماہوار تنخواہ ملا کرے گی۔

نئی دہلی ۱۳ ستمبر۔ وزیر اعظم پنڈت نہرو نے کل لوک سبھا میں چین کے متعلق وائٹ پیپر بحث کے جواب میں پنڈت نہرو نے جو تقریر کی تھی۔ اُس کی اب مزید تفصیل موصول ہوئی ہیں۔ چنانچہ پنڈت نہرو نے لداخ کے کچھ حصہ پر سڑک تعمیر کر کے بھارتی علاقہ پر قبضہ کرنے کے متعلق کہا کہ میں ہاؤس کو یقین دلاتا ہوں کہ میں نے لداخ کے کچھ حصوں پر چینی فوج کے قبضہ کی خبر چھپانے کے سوا اور کوئی چیز ہاؤس سے نہیں چھپائی۔ لیکن ممبران کو یہ چیز بھی سمجھ لینی چاہیئے کہ اس رقبہ کی پوزیشن دوسرے علاقوں سے بے حد مختلف ہے۔ اگرچہ نقشوں کے مطابق یہ علاقہ بھارتی ہے۔ لیکن موقعہ پر یہ کہنا کہ کونسا علاقہ کہاں تک بھارتی ہے۔ اور کونسا نہیں۔ یہ بات دلائل پر منحصر ہے۔ پچھلے سو سال سے یہ پوزیشن چلی آ رہی ہے۔ جسے کئی بار چیلنج کیا جا چکا ہے۔ لہذا ہوائی جہازوں کے ذریعہ اس علاقہ کا نقشہ تیار کرنا یا بمباری کر کے چین کی طرف سے بنائی گئی سڑک کو اُڑا دینا ہرگز صحیح راستے نہیں کہی جا سکتی پنڈت نہرو نے مزید کہا۔ سارے صورت حال کی بنیادی حقیقت یہ ہے کہ بھارت کو ایک عظیم طاقت کا سامنا ہے۔ جو کہ ایک جارحیت پسند ملک ہے۔ ہو سکتا ہے کہ چین جارحیت جیسے کمیونزم یا جارحیت منفی کمیونزم تک ہو کچھ بھی ہو چین موجود ہے۔ پنڈت نہرو نے ہاؤس سے اپیل کی کہ وہ اس ٹھنڈی جنگ اور کمیونزم کو آپس میں خلط ملط کرنے کی کوشش نہ کریں اس وقت حقیقی خطرہ چینی فوجوں کی جارحانہ پیشقدمی کا نہیں بلکہ پیکنگ میں کہے گئے ان الفاظ کی تہ میں پوشیدہ نیت سے متعلق ہے جنہیں بھارت ہرگز قبول یا منظور نہیں کر سکتا اور نہ ہی ان سے متفق ہو سکتا ہے۔

قادیان میں جماعت احمدیہ کا اڑسٹھواں سالانہ جلسہ

بتاریخ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء

احباب کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ قادیان میں جماعت احمدیہ کا ۶۸ واں سالانہ جلسہ ۱۵-۱۶-۱۷ دسمبر ۱۹۵۹ء کو منعقد ہوگا۔ جملہ امراء۔ پریذیڈنٹ صاحبان و مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ اس کی اطلاع جماعتوں کو پہنچا کر ابھی سے تحریک کرنا شروع کر دیں کہ زیادہ سے زیادہ دوست اس روحانی اجتماع میں شمولیت و استفادہ کے لئے قادیان تشریف لائیں۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان